Posted on novelemehar

اسلام و علیکم

اگر آپ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنا لکھا ہوا دنیا تاک پہنچانا چاہتے ہیں

ہم آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہے ہیں

www.novelemehar.online

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانا یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں

ابھی رابطہ کریں

Email Writers@novelemehar.com

Whatsapp------03116909338

بکھرے پتے

از قلم : رمشہ اکرم

باب اول

جھوٹی ہوائیں

NOVEL-E-MEHAR

رات کے پچھلے پہر بنی گالا کے ایک پرشکوہ مکان میں جو اندھیرے میں نہایا ہوا تھا ایک کمرے کے اندر،اس سب سے الگ،ایک دل خاموشی سے کسی ان کہے دکھ میں ڈوبا ہوا تھا۔

1

وہ میز پر بیٹھی تھی،

ہاتھ میں ایک پرانی ڈائری،

NOVEL-E-MEHAR

.جس کے صفحات وقت کے

ساتھ زرد پڑ چکے تھے۔

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے،

1

لیکن وہ خاموش تھی،

ڈائری کے چند الفاظ بار بار پلٹ کے کر اسے ماضی کے کسی اندھے موڑ پر لے جا رہے تھے۔

کچھ چہرے کبھی نہیں بھولتے،چاہے وہ خواب ہوں یا حقیقت..."

NOVEL-E-MEHAR

ایک آہ اُس کے ہونٹوں سے نکلی،

جیسے کسی گہرے سناٹے

میں اذان کی آواز۔

تم کب آؤ گے؟

میں کب تک انتظار کروں

زینب پھپھو کہتی ہیں،

تم ضرور آؤ گے

تم آؤ گے نا زین؟

NOVEL-E-MEHAR

دروازے پر آہستہ سی دستک ہوئی۔

وہ اپنے خیالوں سے باہر آئی

دروازہ دھیرے سے کھلا،

اور ایک ننھی سی

پرچھائیں کمرے میں داخل ہوئی۔

NOVEL-E-MEHAR

—— یہ زمن شاہ زمان تھی

ہدیٰ شاہ زمان کی چھوٹی بہن،

چھوٹے قد کی،گہری آنکھوں والی،

اور شرارتوں سے بھرپور چہرہ رکھنے والی وہ روشنی،

جو ہدیٰ کے ہر اندھیرے

میں امید کی کرن بن جاتی تھی۔

"آپی... آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟مما کہہ رہی تھیں صبح یونی شروع ہے۔آپ کو سونا چاہیے۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ نے زبردستی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا لی۔

"بس... نیند نہیں آ رہی تھی۔"

"کچھ لکھ رہی تھی۔

زمن نے آگے بڑھ کر میز پر رکھی تسبیح کو چھوا،اور معصومیت سے بولی:

"یہ اللہ کو یاد کرنے والی تسبیح ہے ناں؟آپی... کیا اللہ ہر بات سن لیتا ہے؟"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔اس نے اٹھ کر زمن کے ماتھے پر بوسہ دیا

ہاں پیاری بہن،وہ سب سنتا ہے... دل کی دھڑکن تک "
" بھی سن لیتا ہے

آپی پھر اللہ جی میری دعا

NOVEL-E-MEHAR

کیوں نہیں سن رہے وہ بڑی

معصومیت سے بولی تھی،

حدیٰ کو اس پر بے ساختہ پیار آیا

کون سے والی دعا

زمن کی پوری نہیں ہوئی

چھوٹی ماما مجھ سے بات نہیں کرتی

؟ میں نے دعا کی تھی بہت وہ کب تھیک ہوں گی آپی

۔ ہو جائے گی انشاءاللہ

ہدیٰ نے امید سے کہا..

NOVEL-E-MEHAR

.....چلو آجاؤ سوتے ہیں اب

—— دوسری صبح

ایک عالی شان کوٹھی جہاں دیواروں پر سنگ مرمر کے نقش،

اور روشندانوں سے

پڑتی روشنی نے ہر

NOVEL-E-MEHAR

کمرے کو سونے کی

طرح دمکا رکھا تھا۔

وہاں،ایک کا کمرہ

باقی سب کمروں سے الگ تھا۔

مہنگی اشیاء،برانڈڈ پرفیومز

جدید ترین اسپیکرز،اور ساتھ ہی ایک اندھیرے کا سایہ جو ،

NOVEL-E-MEHAR

اس کے مکین کے اندر

رچ بس چکا تھا۔

رات گئے سگریٹ کے کش لیتے لیتے،نہ جانے کب وہ صوفے پر نیند کے حوالے ہو گیا۔

صبح کی ہلکی روشنی نے جب کھڑکی سے اندر جھانکا،تو زانیہ دھیرے دھیرے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔وہ نازک سی گیارہ سالہ بچی تھی،اپنے بھائی پر جان چھڑکنے والی،جس کے لیے زیان ہی دنیا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

بھیا اٹھ جائیں۔مما ناشتہ لگا رہی ہیں۔آپ کو یونی بھی جانا ہے نا؟"

زیان نے آنکھیں کھولیں،چہرے پر ناگواری اور سستی کے آثار تھے۔

"ہوں؟اوہ... ہاں۔پہلا دن ہے نا،جانا تو ہے ہی۔"

زانیہ ہنسی،

.....اور ہاں بھائی

NOVEL-E-MEHAR

میں نے منع کیا تھا نہ اتنا سگرٹ نہ پیا کرو پورے کمرے میں اب بھی خوشبو ہے ہاہاہا...خوشبووووو

آپ ہنس رے او بھائی میں سہی بول رہی ہوں سگریٹ نہ پیا کریں، مما کہتی ہیں دل سیاہ ہو جاتا ہے۔"

زیان نے خالی نظروں سے چھت کو دیکھا، جیسے وہ جانتا ہو کہ دل پہلے ہی سیاہ ہو چکا ہے۔

چوہدری احمد، ایک رعب دار شخصیت، سفید شلوار قمیض میں ملبوس، اخبار پڑھتے ہوئے، ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔

ہائے ڈیڈ گڈ مارننگ!

NOVEL-E-MEHAR

گڈ مارننگ بیٹے بیٹھو ناشتا کرو نہیں نہیں بابا دیر ہو گئی ہے
پہلے ای فرسٹ ڈے پتا نہیں ٹیچرز کیسے ہوں

"پہلا دن ہے میرا بچہ... سنبھل کے جانا۔چوہدری خاندان
کے اکلوتے شہزادے ہو،الٹی سیدھی حرکت نہیں کرنا۔"

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے غرور سے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ابو،میں زیان احمد چوہدری ہوں۔مجھ سے کون الجھے گا؟"

قائداعظم یونیورسٹی ـــــ اسلام آباد

وہ دن ہدیٰ کی زندگی کا پہلا دن تھا اُس مقام پر، جہاں قسمت ایک نئے باب کا آغاز لکھنے جا رہی تھی۔

یونیورسٹی کے احاطے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظریں چاروں طرف پھیلی خوبصورتی پر رک گئیں۔پہاڑ،درخت، ہریالی — ہر شے جیسے دل کو سکون دے رہی ہو

ادھر،ایک بلیک کار نے زور سے گیٹ پر بریک ماری ہدیٰ کی سوچو کے تسلسل کو توڑا

گاڑی سے ایک لڑکا نکلا بلو جینز،وائٹ ٹی شرٹ،سیاہ بالوں کو نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا اسکی نیلی مائل آنکھیں چمک

رہی تھی ہاتھ میں موبائل،کانوں میں ایئر پوڈز،اور چہرے پر وہی پرانا چوہدریوں والا غرور۔

:اس کے دوست نے دھیرے سے کہا

اوئے یار... وہ دیکھ نئی یونی میں نئی نئی لڑکیاں آئی ہیں۔"
اور وہ جو سیاہ عبایا اور نقاب میں ہے،وہ تو جیسے فرشتہ لگ
"رہی ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے اک نظر اس طرف دیکھا،پھر ہنسا:"او مائی گاڈ...
بہن جی ٹائپ۔یونیورسٹی میں بھی ولایت آگئی ہے کیا؟جو
بھی یار زیان اسکی آنکھیں کمال ہے دیکھ تو گولڈنیش

براؤن،ایک وہی تو دکھ رہی ہیں،عیشان نے جملہ کستے ہوئے بولا ۔

وہ خود پر کسے جانے والے جملے سن کر نظریں نیچے کرتی چلنے لگی،

زیان سے ایسا کرتا ہوا بخوبی دیکھ چکا تھا اس کی نظریں تھوڑی دیر کو ٹھٹھک گئیں۔چپ کر یار ایشان چپ کر

چلو بھائی آتے ہی شروع ہو گئے ابھی تو پہلا دن ہے دیکھیں گے موج مستی تو ابھی باقی ہے

چلو بھئی اندر تو انٹری لو پتہ تو چلے قسمت والی یونیورسٹی ۔ ہے جس میں زیان احمد چودری صاحب ائے ہیں

اتے ہی یونیورسٹی میں ان سب باتوں کا سامنا کرنا ہدیٰ کو زیان اور اس کے دوست پر بہت غصہ ا رہا تھا وہ دل ہی دل میں بولتی چلی جا رہی تھی بدتمیز انسان عورتوں کی عزت ہی نہیں کرنا آتی۔اتنے میں اس سے سعدیہ اتی دکھائی دی سعدیہ اس کی سکول کی فرینڈ ہے اب بھی انہوں نے سیم یونیورسٹی میں ہی داخلہ لیا تھا

،یونیورسٹی کی مرکزی راہداری میں،ہدیٰ اپنے بیگ سے کاپی نکالنے کی کوشش میں مصروف تھی،سادیہ الجھ کر بولے اج

جلدی کرو نا کلاس جانا ہے دیر ہو جائے گی فرسٹ ڈے ہے پتہ نہیں ٹیچرز اچھے ہیں یا کھڑوس ہیں،چپ کرو تم پین نہیں مل رہا مجھے ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب اچانک پیچھے سے کسی نے تیزی سے گزرتا ہوا اُس کے کاندھے سے ٹکرا گیا۔

کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گری۔

NOVEL-E-MEHAR

اوہ! سوری بہن جی،میرا ارادہ نہیں تھا۔"ایک طنزیہ سی " آواز اُبھری —— وہ زیان چوہدری تھا۔

ہدیٰ نے نظریں اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا،لیکن کچھ کہے بغیر جھک کر کاپی اٹھانے لگی۔

زیان،جس نے اپنے لہجے کو مذاق میں رکھا تھا،اب ایک پل کو رک گیا،جیسے وہ اُس کی خاموشی سے تھوڑا بے چین ہوا ہو،مگر فوراً ہنکارا بھرتے ہوئے بولا:

"اچھا... خاموشی کو وقار سمجھا جائے یا غرور؟"

NOVEL-E-MEHAR

پاس کھڑی سعدیہ،جو سب دیکھ رہی تھی،فوراً بولی:

وقار کو طنز کی نظر سے نہ دیکھا کریں،یہ آپ کی عادت "
"۔ تو ہو سکتی ہے،ہماری نہیں

زیان نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کندھے اچکائے اور پلٹ گیا۔

ہدیٰ نے دھیرے سے سعدیہ کی کلائی تھامی،"چھوڑو... ایسو
" سے بحث نہیں کرتے۔یہ کیا جانے عزت وقار کی باتیں

....ایکسکیوز می

NOVEL-E-MEHAR

ڈبل ایکس کیوز! وہ بولتی ہوئی اسے لا جواب کر گئی چلو سعدیہ کلاس چلتے ہیں۔

سعدیہ نے سر ہلایا،"پھر بھی،کچھ لوگ اپنی نظروں سے دوسروں کا سکون چھیننے کے عادی ہوتے ہی

زیان نے واپس جاتے ہوئے اپنے دوست سے سرگوشی کی:

NOVEL-E-MEHAR

"ایسے چھپنے والے لوگ عجیب ہوتے ہیں۔نہ ہنستے ہیں،نہ روتے ہیں۔پتا نہیں کیا چھپاتے ہیں خود میں۔"

"اس کا دوست ہنسا،"تُو تو ہر چپ کو راز سمجھ لیتا ہے۔

زیان نے ہنکارا بھرا،"راز ہو یا دکھ... مجھے فرق نہیں پڑتا۔ "میں ان چیزوں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔

مگر دل کے کسی کونے میں ہدیٰ کی خاموشی جیسے ایک سوال بن کر رہ گئی — کیا ہر خاموشی واقعی کمزوری ہوتی ہے؟

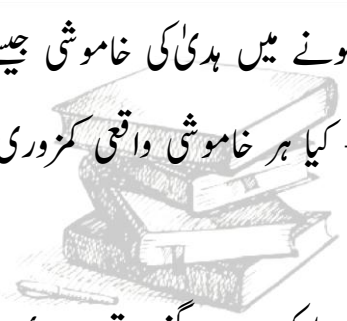

نیورسٹی کے ایڈمن بلاک سے گزرتے ہوئے،ہدیٰ اور سعدیہ نے کلاس روم نمبر۱۰۴میں قدم رکھا۔کمرے میں ابھی چند ہی طلبا موجود تھے۔اگلی قطاروں میں زیادہ تر وہ لڑکیاں بیٹھی تھیں جو پڑھائی میں سنجیدہ دکھتی تھیں۔ہدیٰ نے ایک گوشے میں نسبتاًالگ سیٹ چن لیا۔

سعدیہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی،اور وہ دونوں اپنی کاپیاں کھول کر اگلے لیکچر کے لیے تیار ہونے لگیں۔

چند منٹ بعد،دروازہ کھلا۔چند لڑکے ہنستے ہوئے داخل ہوئے۔ان میں زیان بھی تھا — ہاتھ میں قہقہے،آنکھوں میں بے نیازی،اور چہرے پر وہی لاپرواہی۔

NOVEL-E-MEHAR

اس نے کلاس پر ایک نظر دوڑائی،اور سیدھا پچھلی سیٹوں کی طرف بڑھ گیا۔

او یار،فرنٹ لائن تو بہن جیوں نے قبضہ لی ہے۔"عیشان "
نے آہستہ سے جملہ کسا۔

ہدیٰ نے سنا،مگر کوئی رد عمل نہ دیا۔

لیکچرار نے آ کر سب کو ویلکم کیا اور پھر اپنا لیکچر شروع کیا۔موضوع تھا: "نفس اور اس کی تربیت" — جو کہ ابتدائی فلسفیانہ اور دینی پہلوؤں پر مبنی تھا۔

NOVEL E-MEHAR

:پروفیسر حمدانی نے ایک سوال کیا

"کیا کسی کے ظاہری لباس سے اُس کی نیت اور باطن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟"

زیان اسے قسمت سمجھتا یا ایک اتفاق ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ کسی کے لباس پر تنکید کر چکا تھا

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

NOVEL-E-MEHAR

تب زیان نے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجا کر ہاتھ اٹھایا،

"سر،بعض لوگ لباس کو کردار کا سرٹیفکیٹ سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ اندر جو چل رہا ہوتا ہے وہ تو اکثر کوئی نہیں جانتا۔"

سر نے سنجیدگی سے جواب دیا،"درست،لیکن یہ بھی یاد رہے کہ بعض اوقات لباس نیت کی گواہی بھی دیتا ہے۔"

اچانک،ہدیٰ نے بھی ہاتھ اٹھایا۔سب چونک گئے۔

سر،اصل بات نیت کی ہے۔اگر کوئی خود کو ڈھانپے،لیکن نیت میں ریاکاری ہو،تو پردہ محض دھوکہ رہ جاتا ہے۔مگر اگر نیت خالص ہو،تو وہی پردہ عبادت بن جاتا ہے۔"

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

زیان نے ایک پل کو نظریں اٹھا کر ہدیٰ کو دیکھا — اب کی بار طنز کے بغیر، محض حیرت سے۔پھر فوراً نظریں پھیر لیں، جیسے اسے اس بحث میں مزید پڑنے کی ضرورت نہیں۔

کلاس ختم ہونے کے بعد

سعدیہ نے ہدیٰ سے کہا،"تم نے بہت خوب جواب دیا۔اُس نے سنا ضرور مگر،مانا نہیں،ہاں مگر اُس کے چہرے پر ایک لمحے کو خاموشی ضرور تھی۔

۔ سعدیہ خاموش ہو گئی تھی7" ،

NOVEL-E-MEHAR

شام —— بنی گالا،شاہ زمان ہاؤس

سورج کی نارنجی روشنی آہستہ آہستہ پہاڑیوں کے پیچھے چھپنے لگی تھی۔فضا میں خنکی کا احساس گھل رہا تھا،اور پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف پرواز کر چکے تھے۔ہدیٰ خاموش قدموں سے گھر میں داخل ہوئی۔

دروازے کے قریب رکھے چھوٹے سے آئینے میں ایک لمحے کو خود کو دیکھا۔چہرے پر نقاب اب بھی موجود تھا،مگر آنکھوں میں دن بھر کی تھکن اور ایک انجانی اُداسی تیر رہی تھی۔جیسے وہ ہجوم سے گزر کر بھی تنہا لوٹی ہو۔

"آپی... آ گئی آپ؟"

زمن کی چہکتی آواز پھر ایک خوشبو کی طرح ابھری۔

ہدیٰ نے سر ہلایا،بیگ رکھا،اور اپنے عبایا کی شکنیں درست کرتے ہوئے مسکرائی۔

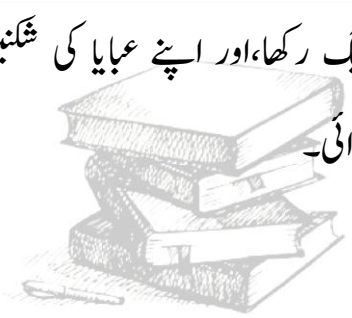
NOVEL-E-MEHAR

"جی... آ گئی۔"

اس کے لہجے میں وہ خاموشی تھی جو اکثر اُن لوگوں میں ہوتی ہے جو بہت کچھ سہہ کر بھی زبان سے کچھ نہیں کہتے۔

"بتائیں کیسا رہا پہلا دن؟مزا آیا؟"

زمن کی آنکھوں میں تجسس تھا۔

"ٹھیک تھا۔بس... نیا ماحول ہے۔ سمجھنے میں وقت لگے گا۔"

ہدیٰ نے نرمی سے جواب دیا،جیسے وہ خود بھی کسی گہرے احساس کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو

وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر اپنے کمروں کی طرف گئیں۔راستے میں دیواروں پر سجی قرآنی آیات اور والد شاہ

زمان کی سادہ، مگر باوقار تصاویر، ہدیٰ کو اُن اصولوں کی یاد دلاتی رہیں جن پر اُس کی تربیت ہوئی تھی۔

کمرہ — ہدیٰ

کمرے ہلکی پیلی روشنی جل رہی تھی۔

پردے ہوا سے ہلکے ہلکے سرک رہے تھے اور کھڑکی سے آتی خنک ہوا میں کچھ اذانِ ماضی گونج رہی تھی۔

ہدیٰ قالین پر بیٹھے بیٹھے قرآن بند کر چکی تھی،

NOVEL-E-MEHAR

آخری آیت جو اس کی زبان پر آئی تھی،وہ اب بھی دل میں دھڑک رہی تھی:

"واللہ یعلم ما تُسرّون وما تعلنون۔"

(اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو)

اس نے آنکھیں بند کر کے ماتھے پر ہاتھ رکھا،

NOVEL-E-MEHAR

جیسے کچھ یاد آ رہا ہو،

کچھ ایسا جو اکثر دل کے دالان میں خاموشی سے داخل ہوتا اور پھر آنکھوں میں نمی چھوڑ جاتا۔

پھر اُس نے وہ سبز رنگ کی پرانی سی، مخملی کوَر والی ڈائری
—— نکالی

:جس پر بس ایک چھوٹا سا لفظ کندہ تھا

"ہِدا"
(ہدایت کی تلاش میں گمشدہ نام)

NOVEL-E-MEHAR

ڈائری کھولی،

سفید کاغذ پر سیاہی کے پہلے لفظ سے پہلے اُس نے ایک آیت لکھی:

"فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا"

"یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے"

NOVEL-E-MEHAR

پھر قلم کو روکے بغیر چلنے دیا۔

کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو لفظوں میں بند نہیں ہوتے،

صرف آیات کی پناہ میں چھپتے ہیں۔

، ... جس دن وہ چلا گیا

میرا یقین زخمی ہو گیا تھا۔

وہ جو محرم تھا،

اُس انسان نے میری معصوم آنکھوں سے بھروسے کا قفل توڑ دیا۔

، میں نے تب جانا،

...

اور وہ دن،وہ لمحہ جب زین گیامیری زندگی میں زخم بھر گیا۔،...

آج بھی جب گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتی ہوں،

تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ سب کچھ دوبارہ ہو رہا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

قلم رکا تو آنکھیں بھی بھر چکی تھیں۔

اس نے آہستہ سے ڈائری بند کی،،اور تکیے کے نیچے رکھ دیا

اور بستر پر لیٹ گئی اپنی سوچو سے الجھتی جلد ہی نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی جیسے کوئی رات کی چادر میں دعا کی چپ اوڑھ کر سو گیا ہو۔

دوسری طرف

زیان چوہدری کی ہنسی کمرے کی دیواروں سے ٹکرا کر لوٹ رہی تھی۔.

NOVEL-E-MEHAR

.....

"!یار وہ لڑکی... کیا چیز تھی"

اس نے صوفے پر لیٹے ہوئے اپنے دوست ساحر کو کہنی ماری،"نقاب میں بھی تیز لگ رہی تھی۔نگاہ جھکائی،مگر چال... واہ!"

ساحر ہنسا،"تو تو گئے کام سے!"

زیان نے سگریٹ جلایا،"زیان چوہدری کسی کے پیچھے نہیں جاتا،لوگ خود آتے ہیں۔" ہاہ!"

NOVEL-E-MEHAR

وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بالوں کو ہاتھ سے درست کرنے لگا،پھر مسکرا کر بولا،"بندہ ڈیشنگ ہو تو خاموشی بھی شور بن جاتی ہے۔"

کمرے میں تیز موسیقی چل رہی تھی،جینز کی جیب میں فون بجا —— تین لڑکیاں،دو میسیجز،ایک ویڈیو کال۔زیان نے فون سائلنٹ پر رکھا اور آنکھ مارتے ہوئے ساحر سے کہا:

"دیکھا؟عزت بڑی مشکل سے بنتی ہے... اور میرے جیسے کچھ خوش نصیب اسے بِن مانگے لے لیتے ہیں!"

NOVEL-E-MEHAR

ساحر قہقہہ مار کر بولا،"تو بڑا خراب ہے زیان!"

میں نہیں یار... یہ دنیا خراب ہے۔میں تو بس آئینہ "
"ہوں۔

.....

قائداعظم یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا میں دوپہر کی روشنی چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔چائے کی خوشبو،ہلکی ہلکی باتیں،اور یہاں وہاں بیٹھے طلبا کی ہنسی گونج رہی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

ایک کونے میں ہدا سادہ مگر نفیس عبایا میں بیٹھی تھی، چہرے پر سکون کی وہ لہر تھی جو اکثر خاموش لوگوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔اس کے ساتھ سعدیہ بیٹھی تھی،

شوخ اور خوش مزاج لڑکی،جو باتوں میں کبھی تھکتی نہیں تھی۔

سعدیہ نے ایک لمحے کو کیفے کی طرف دیکھا،پھر آنکھیں چمک اُٹھیں۔"ارے واہ! وہ دیکھ... زیان چوہدری! ہدا نے سرسری نظر سے دیکھا،مگر فوراً نگاہیں ہٹا لیں۔

تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے کوئی فلمی ہیرو ہو..." ہدا نے " مسکرا کر کہا۔

ہیرو؟ارے ہیرو نہیں،یہ تو پورا ڈرامہ ہے!" سعدیہ ہنسی،" "! پھر شرارت سے بولی،وہ تو ادھر ہی آرہا ہے

"...ہدیٰ نے فوراً کہا اٹھو چلو،"نہیں نہیں کیا ہو گیا ہے

سعدیہ کب کسی کی سنتی تھی۔

وہ کھڑی ہوئی،،زیان نے دور سے دیکھا،ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر آئی۔وہ کبھی ایسے موقعے گنواتا نہیں تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ اپنی مخصوص چال کے ساتھ آہستہ آہستہ ان کے ٹیبل کی طرف بڑھا،جینز،سیاہ ٹی شرٹ اور سجیلا کوٹ،بالوں کو انگلیوں سے سمیٹتا ہوا۔

لگتا ہے کسی کو"میرا آنا پسند نہیں آیا..." اس نے نظریں ہدیٰ پر گاڑتے ہوئے کہا۔بد لحاظ کسکو پسند ہوتے ہیں؟وہ نرمی سے بولی...

آپ کا نام؟"زیان نے پوچھا۔"

ہدیٰ"مختصر جواب،نرمی سے۔"

NOVEL-E-MEHAR

بس؟صرف ہدیٰ؟"زیان نے مصنوعی حیرانی سے کہا۔"

"کبھی کبھی کم لفظوں میں زیادہ کہہ دیا جاتا ہے۔"

یہ پہلا جملہ تھا جس نے زیان کو لمحہ بھر کو چپ کرا دیا۔ وہ ہنسا،مگر اس بار مسکراہٹ میں کوئی شرارت نہیں،صرف تجسس تھا۔

ویسے اچھا منفرد نام ہے۔

اچھا مس ہدیٰ،یہ سارا یونیورسٹی کیفے... ہر چہرہ بے " نقاب... لیکن تم—" اس نے تھوڑا توقف کیا،"تم ایک "پہیلی کی طرح ہو۔آخر نقاب میں کیوں رہتی ہو؟

ہدا نے اس کی طرف دیکھا،آنکھوں میں روشنی کا ہلکا سا ارتعاش آیا۔

"کیوں کہ مجھے اپنی شناخت چھپانی نہیں، محفوظ رکھنی ہے۔"

زیان نے لمحہ بھر کو دیکھا،ہنسا،"خوب کہا... لیکن تمہیں معلوم ہے؟پہیلیاں مجھے الجھاتی ہیں،اور میں الجھ کر ہی دم لیتا ہوں۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ خاموش رہی۔

سعدیہ نے ہنستے ہوئے کہا،"زیان،وہ منسوب ہے کسی سے کسی کی امانت ہے"

زیان نے نگاہیں چائے کی پیالی پر مرکوز کر لیں،پھر ہلکے لہجے میں بولا:

اسی لیے ایسے رہتی ہو

واہ بھئ زرا بھی خیانت نہیں.. ..

یہ کہہ کر وہ اٹھا،جیبوں میں ہاتھ ڈالے،:

اوکے ہدیٰ گاڈ بلیس یور ریلیشن....

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے آہستہ سے کہا،اور اٹھ کر چلا گیا۔ "

ہدا نے سعدیہ کو گھور کر دیکھا،"آئندہ کسی کو مت بتانا۔
"میں غیر ضروری باتیں پسند نہیں کرتی۔

سعدیہ نے ہنستے ہوئے چائے کا گھونٹ لیا،"اوکے سوری بابا

واہ بھئ زرا بھی خیانت نہیں " سعدیہ نے زیان کی نقل "
اتارتے ہوئے بولنا شروع کیا اور قہقہہ مار دیا۔

NOVEL-E-MEHAR

ہدا نے مسکرا کر نگاہیں جھکا لیں۔

مجھے تو لگتا ہے اُسے تمہارا سکون ہی سب سے زیادہ "
بےچین کرتا ہے!" سعدیہ نے چمچ چائے میں گھماتے
ہوئے کہا۔

جو بےچین ہوتے ہیں،اُنہیں خاموشی برداشت نہیں "
ہوتی۔"ہدیٰ کی آواز دھیمی تھی،جیسے وہ خود سے کہہ رہی
ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

ہوں ویسے بہت بگھڑا ہوا ہے"

" ہم سب بکھرے پتوں کی طرح ہیں سعدیہ جن کو یہ جھوٹی ہوائیں اپنی مرضی سے کبھی کسی سمت اور کبھی کسی سے مت اڑاتی چلی جاتی ہیں، "

" مگر تم یہ بھی دیکھو گی،کہ ان پتوں کو سمیٹا بھی جاتا ہے"

NOVEL-E-MEHAR

ہمیں کون سا رخ چننا چاہیے،

ہمیں کس ہوا کے ساتھ چلنا چاہیے،یہ ہمیں خود سوچنا ہوتا ہے

اور اللہ کے بندے کے لیے

اللہ کی بتائی ہوئی راہ ہی بہتر ہے،

اگر وہ اس پر چلتا ہے تو دنیا اور اخرت کی کامیابی پا سکتا ہے

ہدیٰ نے بولتے ہوئے بھی ہنوز نگاہیں چائے کی پیالی میں رکھیں۔لمحہ بھر بعد آہستگی سے بولی:

ہاں وہ تو تمہاری بات ٹھیک ہے یار لیکن میں زیان کی بات کر رہی ہوں دیکھو نا کتنا بگڑا ہوا انسان ہے "امیر باپ کی بگڑی اولاد" ...

.....

وہ کتنا بھی بگڑا ہوا ہو ہے تو انہی بکھرے ہوئے پتوں کا حصہ سعدیہ جب اسے سمیٹا جائے گا اسے بھی راستہ چننے کا موقع ملے گا۔

اور ہاں تم زیادہ فری نہ ہوا کرو..... اب

بس کرو اس کا ذکر اتنا ضروری نہیں ہے جتنا ہم کر رہے ہیں

"وہ مجھے نہیں جانتا،اور میں اُسے جاننا بھی نہیں چاہتی۔"

اُف ہدیٰ!یہی تو مسئلہ ہے... تم ہمیشہ دُھند میں رہتی ہو۔"
"کبھی کسی کو صاف دکھنے نہیں دیتیں،نہ باہر کو،نہ خود کو۔

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ کے نقاب کے پیچھے چہرہ پرسکون رہا،لیکن آنکھیں چند لمحے کے لیے گہرائی میں ڈوب گئیں۔

سعدیہ نے نرمی سے کہا،"پھر بھی،یہ زیان ہے... اُسے کوئی عام لڑکی متاثر نہیں کرتی... تم کچھ خاص ہو،تبھی تو..."

ہدا نے آہستہ مگر مضبوط لہجے میں کہا:

"خاص وہ ہوتا ہے جو خالق کے نزدیک ہو۔مخلوق کے لیے تو سب فانی ہیں..."

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ چپ ہو گئی۔وہ جانتی تھی،ہدیٰ کے الفاظ اکثر دل کے بہت گہرے حصے سے نکلتے ہیں — وہ ظاہری باتوں سے آگے سوچتی ہے۔

۔ اچھا اللہ کی بندی چلو اٹھو کلاس ہے چلتے ہیں

کمرۂ جماعت نیم روشن تھا،بورڈ پر پروفیسر ناصر مارکر گھماتے ہوئے لیکچر کی تیاری میں مصروف تھے۔طلبا کرسیوں پر پھیل چکے تھے،کچھ موبائل میں مصروف،کچھ ادھ کھلے بستے اور نیند سے بوجھل آنکھوں کے ساتھ۔

زیان،ہمیشہ کی طرح بے پروا،کمرے کے بیچوں بیچ آ کر نشست پر براجمان ہوا۔اس کی کرسی کے برابر والی سیٹ خالی تھی... اور جیسے کسی انجانے اشارے پر وہ آ گئی۔

ہدیٰ،پرسکون قدموں سے آئی اور زیان کے پہلو میں آ بیٹھی۔نقاب میں ملفوف،چپ چاپ،جیسے وجود رکھتے ہوئے بھی،بے وجود ہو۔

زیان نے ایک نگاہ ڈال کر سیٹی بجانے والے انداز میں لبوں سے آواز نکالی۔

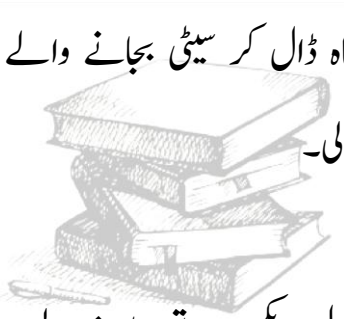

اوہو! قسمت کا کھیل دیکھو،یہ تو سامنے والی سیٹ خالی تھی... پر آپ تو آ کر دل کے قریب بیٹھ گئیں،محترمہ مسٹری۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ نے سر نہیں موڑا، مگر آنکھوں کی جنبش سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ سُن رہی ہے۔سعدیہ نے جو اُن کے پیچھے بیٹھی تھی، ہنسی دبانے کی ناکام کوشش کی۔

مسٹری؟"زیان نے خود ہی اپنا خطاب دُہرایا،"تمہیں کچھ "
پتا ہے، یہ نقاب تمہیں ایک مشن کی سی ہیروئن بنا دیتا ہے... جیسے کسی خاص مشن پر ہو، کسی کہانی میں، کوئی راز
"——چھپا ہوا ہو

NOVEL-E-MEHAR

لیکچر سنے بغیر بھی اتنے خیالات؟"اور مسئلہ کیا ہے "
میرے نقاب کے پیچھے ای پر گئے ہو
ہدا نے آہستگی سے کہا، آواز میں چُبھتی شائستگی تھی۔

زیان ذرا چونکا،مگر ہنسا۔"واہ،تم تو بولتی بھی ہو؟مجھے لگا
"صرف خاموشی کا مجسمہ ہو۔

"خاموشی شور سے زیادہ اثر رکھتی ہے،بس سُننے والے کو
صبر چاہیے۔
مسٹری میں تو بس یہ بول رہا ہوں کہ گرمی بہت ہے
نقاب اتار لو"

NOVEL-E-MEHAR

:اسی لمحے سر ناصر کلاس میں متوجہ ہوتے ہیں

مسٹر زیان،اگر آپ اپنی جاسوسی مکمل کر چکے ہوں،تو "
"ہمیں انسانوں کے جینیاتی راز پر توجہ دے سکتے ہیں؟

پوری کلاس ہنس دی۔زیان مسکرایا،جھک کر کتاب کھولی۔
"جی سر،مگر کبھی کبھی چہرے کے پیچھے جینیات سے بڑھ
"کر کہانیاں چھپی ہوتی ہیں۔

ہدیٰ نے ایک لمحہ زیان کو دیکھا... اور پھر بورڈ کی طرف
رخ موڑ لیا۔

NOVEL-E-MEHAR

سورج،افق کی گود میں ڈھلنے کو تھا۔قائداعظم یونیورسٹی کے بلند درختوں پر روشنی کی آخری سنہری دھاریاں پھیل رہی تھیں۔

ہدیٰ،سعدیہ کے ساتھ سائیڈ واک پر چپ چاپ چل رہی تھی۔اس کا نقاب ہوا میں تھوڑا تھوڑا لہرا رہا تھا،جیسے خود ہدا سے زیادہ اس کی سوچوں میں بھٹک رہا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

آج تو تم نے اس زیان کو بھی لاجواب کر دیا!" سعدیہ " نے شرارت سے کہا۔

ہدا نے بس ایک نظر اسے دیکھا،جیسے یہ بات قابلِ ذکر ہی نہ ہو۔

"عجیب ہے وہ لڑکا،باتیں ایسے کرتا ہے جیسے سب کا تجزیہ کرنا اس کی ڈگری کا حصہ ہو۔"

ہاں نا وہ تم زیادہ ہی دلچسپی لے رہا ہے،دیکھا جب کینٹین میں میں نے ہائے بولا تو فورا سے ہمارے پاس اکر بیٹھ گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

کچھ لوگ سب کچھ کھیل سمجھتے ہیں ... مگر کھیل بھی کبھی " کسی کو ہرا دیتا ہے،سعدیہ۔"ہدا کی آواز دھیمی تھی،جیسے اپنے آپ سے کہہ رہی ہو۔

سعدیہ خاموش ہو گئی۔ان کی گاڑی قریب ہی کھڑی تھی۔

دوسری طرف،زیان اپنے دوست کے ساتھ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔گاڑی کے دروازے میں بیٹھتے ہوئے ایک لمحے کو اس نے نگاہ اٹھائی... اور دیکھا۔

NOVEL-E-MEHAR

نقاب میں لپٹی وہ آنکھیں،جو جانے کیوں،اب بار بار نظر آ رہی تھی۔ایک خاموش راز،ایک نہ سمجھ آنے والی بات،جو صرف آنکھوں کے دریچے سے جھانکتی تھی۔

زیان نے گاڑی کا شیشہ تھوڑا نیچے کیا اور آہستہ سے زیرِلب کہا:

"نقاب میں ہو یا خیال میں... تم کسی دن،کسی وقت... سمجھ آ ہی جاؤ گی۔"

NOVEL-E-MEHAR

گاڑی سڑک پر روانہ ہو گئی۔ہوا نے سب آوازوں کو اپنے ساتھ بہا لیازیان گاڑی گیراج میں پارک کرتا ہے،دروازہ

زور سے بند کرتا ہے اور فون پر چلتے چلتے سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھتا ہے۔ایئرپوڈز کانوں میں،آواز بلند، لیکن چہرے پر وہی بے پرواہ،شوخ انداز۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنا بیگ کرسی پر پھینکتا ہے، جوتے اتارتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بڑبڑاتا ہے۔

"کیا لڑکی تھی یار... نقاب میں بھی اتنا اٹیٹیوڈ؟"

NOVEL-E-MEHAR

زیان سیڑھیاں اُترتے ہوئے نیچے آتا ہے۔ہلکی سی مسکراہٹ لبوں پر،موبائل ہاتھ میں،قدم ذرا سست مگر اعتماد بھرا۔

نازین احمد صوفے پر بیٹھی تھی سامنے ٹیبل پر چائے موجود تھی۔زانیہ ان کے ساتھ بیٹھی کسی کارٹون مووی میں مگن تھی۔

۔ چائے آ گئی ہے،آ جاؤ زیان آپ بھی"

زیان صوفے پر نیم دراز ہوتا ہے،کپ اُٹھاتا ہے اور ناک چڑھاتا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

:زیان

یونیورسٹی ہے یا ڈاکوؤں کا ہجوم... اتنی بھیڑ؟سچ کہوں دل " چاہا واپس گاڑی میں بیٹھ کر نکل لوں"!

نازین ہنستی ہیں۔

پہلے کچھ دن ایسے ہی ہوتا ہے،سب نئے،سب اجنبی " ہوتے ہیں ویسے تمہارے ساتھ تو عیشان بھی تو ہے اچھی کمپنی مل جاتی ہوگی اور بتاؤ یونیورسٹی میں کوئی نیا دوست نہیں بنا۔کچھ خاص ہوا؟کوئی اچھا پروفیسر؟یا..."

(مسکرا کر سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہیں)

:زیان گھونٹ لیتا ہے،آنکھ دباتے ہوئے بولتا ہے

....نازی جی

پروفیسر؟جی ہاں،بہت 'پردہ دار' پروفیسرز تھیں... ایک تو " ایسی بھی تھی جو پورے برقعے میں،آنکھیں بھی نیچی،لیکن "آواز میں بجلی۔

NOVEL-E-MEHAR

:زانیہ

۔.بھیاا!" آہستہ بات کریں"

۔ ا ہاااااں..... پرینسیس جی ڈسٹرب ہو رہی ہیں

زیان سر کھجاتا ہے اور چائے کے ساتھ بسکٹ اٹھاتے ہوئے ہنستا ہے۔

ٹھیک ہے نازی جی،...فرینڈز کے ایک گیٹ ٹو گیدر میں " جا رہا ہوں رات دیر سے اؤں گا بابا پوچھیں تو بتا دینا۔

NOVEL-E-MEHAR

نازین تھوڑا سا سنجیدہ ہو جاتی ہیں۔

زیان،تم نے کسی نے کہا پل لڑکی کے بارے میں بات کی ابھی بیٹا خیال رکھنا تمہاری باتوں میں مزاح تو ہے،مگر شرافت کم دکھتی ہے۔"

زیان کچھ پل چپ رہتا ہے،پھر آنکھیں جھپکا کر ان کی طرف دیکھتا ہے۔

آپ کہتی ہیں تو شرافت بھی لے آتے ہیں،مگر پھر مزہ " ختم ہو جائے گا نازی جی۔"

وہ اسکی چالاکی پر مسکرا دیتی ہیں،اور زانیہ اب بھی بھیا کی باتوں پر جھنجھلا رہی تھی ۔

NOVEL-E-MEHAR

چلتے دنوں کے ساتھ ساتھ زیان احمد کا ہدیٰ میں انٹرسٹ بڑھتا جا رہا تھا وہ اتے جاتے اس کو دیکھتا اس کی حرکتوں کو نوٹ کرتا سب سے زیادہ بات جو اسنے نوٹ کی تھی وہ ا سکی ڈائری تھی جو اکثر وہ لائبریری میں لے کر بیٹھتی اور کھول کر کچھ نہ کچھ لکھتی رہتی تھی ۔

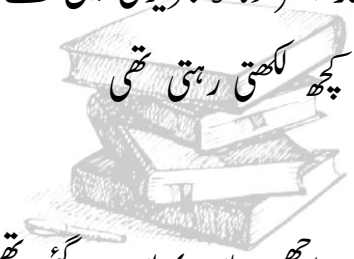

زیان کی سعدیہ سے اچھی جان پہچان ہو گئی تھی جب بھی اتے جاتے ملاقات ہوتی تو وہ دونوں خوشگوار لہجے میں بات کرتے تھے۔

وہ باتوں باتوں میں سے ہدیٰ کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ اور ابھی تک صرف وہ اتنا جان پایا تھا کہ وہ شرعی پردہ کرتی ہے اس لیے وہ نقاب اور عبائے میں اتی ہے اس کا فیملی بیک گراؤنڈ بہت اچھا ہے اور ایک بات جان کر اسے اور حیرانگی ہوئی تھی کہ وہ بنی گالہ میں موجود کسی رائیس کی بیٹی ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ اپنے چودھری ہونے پر اتنا اتر اتا تھا اسے جان کر حیرانگی ہوئی تھی کہ وہ رئیسوں کی بیٹی ہونے کے باوجود، اپنے اندر تھوڑی سی بھی مغرور جھلک نہیں رکھتی تھی،وہ تو سوچتا تھا کہ شاید وہ کسی مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے،مگر ٹھیک کہتے ہیں

۔ "لباس سے کسی کی پہچان نہیں ہوتی "

سعدیہ ! تم کل آ رہی ہو،نا؟میں نے کل اپنے کچھ قریبی " دوستوں کو انوائٹ کیا ہے... بس ایک چھوٹی سی گیدرنگ ہے... چائے،موسیقی،ہنسی مذاق... تمہیں بھی ہونا چاہیے..."

بلکہ ایسا کرو تم ساتھ اپنے اس دوست کو بھی لے آنا نا ساتھ کھڑے ہدیٰ کو دیکھتے ہوئے وہ نرمی سے گویا ہوا

:(ہدیٰ(مسکرا کر، نظریں جھکا کر

زیان... تمہاری دعوت کا شکریہ،مگر میں شریک نہیں ہو "
"سکوں گی۔

:(زیان (ذرا حیرت سے

کیوں؟کوئی خاص وجہ؟تم تو ہمیشہ چھپ کے رہتی ہو... "
"کوئی تمہیں جانے،سمجھے،یہ تو موقع ہے نا۔

NOVEL-E-MEHAR

:(ہدیٰ(سنجیدہ،پر نرم لہجہ

میرا مقصد نہ چھپنا ہے،نہ خود کو برتر سمجھنا۔میں تو خود "
گناہوں سے ڈری ہوئی ایک بندہ ہوں،بس اب رب کے
"قریب رہنے کی خواہش ہے۔

:زیان

NOVEL-E-MEHAR

"تو کیا رب قریب ان محفلوں سے دوری میں ہے؟"

:(ہدیٰ(خاموشی سے سانس لیتی ہے،اور پھر بولتی ہے

...قرآن میں ہے نا زیان"

'وَإِذَا رَأَيْتَ ٱلَّذِينَ يَخُوضُونَ فِيٓ ءَايَٰتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ'

(الأنعام: 68)

جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آیتوں میں بیہودگی سے بحث کر رہے ہیں یا مذاق بنا رہے ہیں،تو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ۔"

زیان (تھوڑا الجھ کر):

NOVEL-E-MEHAR

لیکن میری محفل تو ویسی نہیں... صرف گانے،ہنسی مذاق،"

"دوست... تم اتنی شدت کیوں؟

ہدیٰ:

بات شدت کی نہیں زیان،بات نیت اور اثر کی ہے۔"

:جب مرد و عورت آزاد ہ

بات شدت کی نہیں زیان،بات نیت اور اثر کی ہے۔"

جب مرد و عورت آزاد ہوں،جب قہقہے بغیر پردے کے ہوں،جب نظریں بے احتیاطی سے الجھیں،تو گناہ خاموشی سے اندر اترتا ہے۔

:ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر،فلا یجلس علی مائدۃ یدار ' علیھا الخمر'

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے،وہ ایسی مجلس میں نہ بیٹھے جہاں گناہ ہو رہا ہو..."

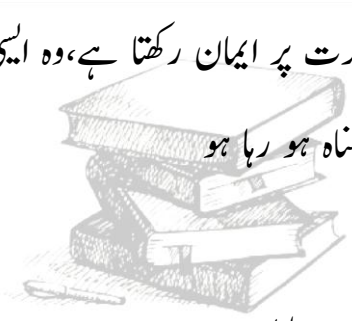

NOVEL-E-MEHAR

(زیان (چپ سا ہو جاتا ہے:

"تو تمہیں لگتا ہے ہم سب گناہ کر رہے ہیں؟"

(ہدیٰ نرمی سے بولی:

میں فیصلہ نہیں کر رہی زیان،بس اپنے دل کی بات کر " رہی ہوں۔

مجھے رب نے بہت دکھوں کے بعد روشنی دی ہے،اب میں خود کو پھر اندھیرے میں نہیں لے جا سکتی۔

یہ دنیا کی محفلیں تو چند لمحوں کا سکون دیتی ہیں،

پر میں اُس محفل کی تیاری میں ہوں جہاں رب خود استقبال کرے گا،

NOVEL-E-MEHAR

جہاں کوئی موسیقی نہیں ہو گی،مگر دل کا ہر ساز مطمئن ہو گا۔"

زیان (مدھم آواز میں):

"...پتا نہیں... تمہاری باتیں... کیا ہیں ان میں"

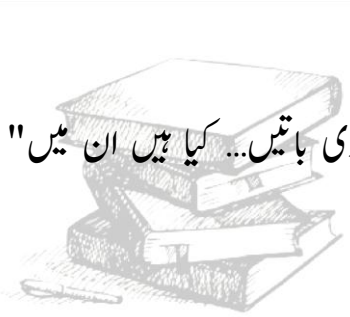
NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ(مسکرا کر):

زیان... جب ہمیں کوئی ایسا شخص ملے،جو ہمیں رب یاد " دلا دے... تو یہ بھی اللہ کا انعام ہوتا ہے۔

ورنہ کتنے لوگ ملتے ہیں جو ہمیں صرف دنیا دکھاتے ہیں۔

...میں تم پر کوئی بات تھوپ نہیں رہی

بس یاد دلا رہی ہوں کہ انسان کی روح صرف دو چیزوں سے مطمئن ہوتی ہے:

"قرآن... اور وہ جو قرآن کے راستے کی طرف لے جائے۔

(۔ ہدیٰ چلی گئی اور... زیان خاموش بیٹھا رہ گیا تھا)

NOVEL-E-MEHAR

زیان چپ چاپ میز پر جھکا بیٹھا ہے۔سامنے چائے کا ---
ادھورا کپ رکھا ہے،اور دماغ میں ہدیٰ کی باتیں گھومتی جا
رہی ہیں۔

:(زیان دل میں سوچ رہا تھا

کیا سچ مچ... روشنی مکرتی نہیں؟"

NOVEL-E-MEHAR

...کیا وہ جو اتنی پر سکون آنکھوں سے بات کرتی ہے

کیا اس کی آنکھوں میں رب کی روشنی ہے؟

"کیا واقعی کوئی ایسا نور ہے... جسے میں کبھی دیکھ نہیں سکا؟

وہ سر جھکاتا ہے،آنکھیں بند کرتا ہے۔ہدیٰ کے الفاظ گونجتے ہیں:

" یہ دنیا کی محفلیں تو چند لمحوں کا سکون دیتی ہیں... پر میں اُس محفل کی تیاری میں ہوں جہاں رب خود استقبال کرے گا...!"

NOVEL-E-MEHAR

زیان کے چہرے پر کچھ بدلنے لگتا ہے۔
آج پہلی بار کسی نے زیان چوہدری کو چپ کروا دیا ....

.....

کیا وہ قرآن پڑھتی ہے؟"

کیا واقعی... قرآن دل کی وحشت کم کر دیتا ہے؟

...میں نے تو کبھی قرآن نہیں کھولا

NOVEL-E-MEHAR

نہ پڑھا،نہ سمجھا

اسی لیے میں اسکے سامنے بت بنا کھڑا تھا میرے پاس

بولنے کو کچھ نہیں تھا ...

وہ اٹھا۔کمرے کے کونے میں رکھے ایک چھوٹے سے الماری کے اندر،کہیں پرانی کتابوں کے نیچے اسے قرآن کا ایک نسخہ ۔ دکھائی دیا

اس نے لرزتے ہاتھوں سے قرآن نکالا... گرد آلود جلد پر ...ہاتھ پھیرا

اور بس یونہی... بے ارادہ سے،دل کی بےقراری کے ہاتھوں مجبور،ایک صفحہ کھولا

:اس کی نگاہ آیت پر جا ٹھہرتی ہے

"أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"

(الرعد: 28)

"خبردار! دلوں کا سکون تو صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔"

زیان کی آنکھیں کچھ پل کو خالی ہو جاتی ہیں... پھر نم۔

:(زیان آہستہ سے بولا، جیسے کسی سے اقرار کر رہا ہو

NOVEL-E-MEHAR

...میں نے آج تک سکون کہیں اور ڈھونڈا"

اور شاید... جسے میں ڈھونڈتا رہا، وہ تو اسی کتاب میں تھا۔

کیا ہدیٰ نے یہ پڑھا ہے؟

"کیا وہ انہی الفاظ کی روشنی سے چمکتی ہے؟

وہ ہدیٰ کی وہ جھکی نگاہ یاد کرتا ہے،وہ سادہ لہجہ،اور قرآن کا تذکرہ...

NOVEL-E-MEHAR

اسے لگتا ہے کہ جیسے ہدیٰ صرف ایک لڑکی نہیں... ایک صدا ہے... ایک پیغام ہے... ایک روشنی ہے جو اندھیرے ۔ میں راستہ بناتی

اگلے ہی پل وہ قران کو بند کر واپس الماری میں رکھ چکا تھا واپس ا کر بیٹھ دونوں ہاتھوں میں بالوں کو جکڑتے ہوئے خود سے بولنے لگا کم ڈاؤن زیان احمد کم ڈاؤن اتنے پردوازے پر دستک ہوئی اور نازی جی اس کے کمرے میں داخل ہوئی کیا بات ہے زین پریشان لگ رہے ہو نہیں کچھ نہیں اتنی کوئی بڑی بات نہیں ہے ہو جاتا ہے کسی انسان کی باتیں دل کو لگ جاتی ہیں میں ٹھیک ہوں۔

میں کل ہدیٰ سے بات کروں گا میں بیٹھ کر اس کی باتوں کو سنوں گا مجھے لگتا ہے اس کی باتوں میں میرے لیے کچھ ہے مجھے لگتا ہے اس کی باتوں سے میں کچھ سیکھ سکتا ہوں میں چپ چپ اسے دیکھتا ہوں مجھے لگتا ہے وہ حیا کا پیکر ہے تو کس کی بات کر رہے ہو؟

....زیان بیٹھو ریلیکس کرو

NOVEL-E-MEHAR

کیا ہوا ہے بتاؤ؟

ہاں میرے پاس بیٹھے مجھے اپ کو کچھ بتانا ہے میرے یونیورسٹی میں ایک لڑکی ہے،شاید اپ کو یاد ہوگا،

جب میں نے ذکر کیا تھا،

ایک نقاب والی لڑکی کا،وہ میری یونیورسٹی میں پڑتی ہے اس کا نام ہدیٰ ہے مجھے سمجھ نہیں اتا کہ میں اس کی طرف کیسے اٹریکٹ ہوتا ہوں وہ ہر وقت نقاب میں رہتی ہے میں اج تک کبھی کسی ایسی لڑکی کی طرف اٹریکٹ نہیں ہوا وہ باپردہ باحیا ہے اپ کو پتہ ہے نازی جی....

NOVEL-E-MEHAR

اسے قران اتا ہے اج جب میں نے اس کو اپنی پارٹی میں انوائٹ کیا تو اس نے قران سے دلائل دے کر ایسی محفلوں کو گناہ قرار دیا۔

اپ کو پتہ ہے ناز جی میں سمجھتا تھا کسی مڈل کلاس گھر کی لڑکی ہے کیونکہ عام طور پر ہمارے مڈل کلاس طبقے کی لڑکیاں زیادہ اسلامی ٹائپ ہوتی ہیں ویسے وہ سمجھتا تھا کہ ہائی سٹیٹس گرلز جو ہیں وہ ازاد خیال ہوتی ہے میری طرح،....

NOVEL-E-MEHAR

اپ کو پتہ ہے وہ بنی گالہ کہ کے ایک رئیسی خاندان ... کی بیٹی ہے اس کی باتوں میں ذرا غرور نہیں ہوتا میں نے اسے اتنا تنگ کیا میرے ہر بات کا جواب خاموشی سے دیتی تھی....

اچھا تو یہ بات ہے اب پریشانی کی کیا بات ہے اس کا پردہ تمہیں پریشان کرتا ہے یا اس کا قران سنانا تمہیں پریشان کر رہا ہے؟نازی جی نے سوال کیا .....

.....

مجھے پریشان کر رہا ہے،کے اس نے مجھے چپ کروا دیا میرے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا
.....،؟ کوئی اتنا پرسکون کیسے رہ سکتا ہے

سب کی باتیں سن کر بھی وہ خاموش اور پر سکون کیسے رہ سکتی ہے؟

میں خود مختار ازاد لڑکا ہوں لیکن مجھے سکون میسر نہیں ہے

نازی جی اپ کو پتہ ہے میں نے ایک عرصہ بعد قران کی

.....ایت سنی اج ہدیٰ کے منہ سے

میں نے کبھی قران نہیں پڑھا نا سوچا کبھی کسی نے بتایا ہی

۔ نہیں قران میں خدا ہم سے باتیں کرتا ہے

بس یہ تھا ثواب ملتا ہے

NOVEL-E-MEHAR

....

مجھے لگتا ہے تمہیں ہدیٰ کی شخصیت متاثر کر رہی ہیں تمہیں سکون کی تلاش ہے بیٹے تم ہدیٰ سے بات کرو وہ تمہیں سکون کا راستہ بتائے گی.....

مگر میں کیسے یقین کر سکتا ہوں پھر سے عورت پر میری ماں بھی تو با حیا تھی وہ بھی تو حیا کا لبادہ اوڑ کر باہر نکلا کرتی تھی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی ...

NOVEL-E-MEHAR

مجھے ہدیٰ سے دور رہنا چاہیے جس کی باتوں کو خود پر سوار نہیں کرنا چاہیے مجھے اس کے بارے میں اتنا سوچنا نہیں چاہیے ایسے لڑکیاں چھوڑ جاتی ہیں....

.....

جیسے چھوڑ کے میری ماں چلی کسی دوسرے شخص کے لیے اس کے جانے کے بعد ایسے پردوں میں لپٹی عورتوں سے نفرت ہونے لگی تھی مجھے کاش.... میری مام ایسے نہ جاتی،تو ، زیان احمد ہدیٰ جیسی لڑکیوں کا مزاق نہ اڑاتا

بلکے انکی نظروں میں اچھا انسان ہوتا،

NOVEL-E-MEHAR

.....وہ کہتے ہیں نا،

"مائیں تو اپنی ہوتی ہیں"

. ...نازی جی آپ بہت اچھی ہیں

مگر جیسا مائیں سکھاتی ہیں ایسا کوئی اور نہیں سکھاتا۔

....کاش... ... کاش

نازین احمد کو اس کی حالت پر ترس آیا تھا وہ اپنے ماں کی محبت کو ترسا تھا نازین احمد نے اسے بہت محبت دی تھی مگر زیان کی بات بھی ٹھیک تھی۔

" مائیں تو اپنی ہی ہوتی ہیں "

میں اس کی ماں کی کمی پوری نہیں کر سکتی تھی وہ پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے گڈ نائٹ کہہ کر اس کے کمرے سے جا چکی تھی اس سے زیادہ بولنے کو ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔

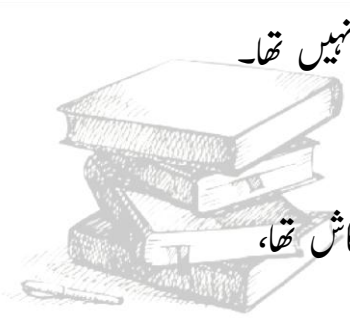

اسکا کا اخری لفظ کاش تھا،

NOVEL-E-MEHAR

وہ دم سادے بیڈ پر گر گیا تھا،کب اس کی انکھوں سے انسو چھلکنے لگے ۔

اسے پتہ ہی نہیں چلا اور انہیں آنسوؤں کی اور انکھوں کی جنگ میں وہ کب نیند کی آغوش میں گیا اس بات سے بے خبر تھا

.....جاری ہے

NOVEL-E-MEHAR

صبح کی روشنی کمرے ی کھڑکیوں پر دستک دے رہی تھی۔

دھوپ کی ہلکی کرنیں،الماری کے پالش شدہ لکڑی پر پڑ کر اس میں اک خاص سا عکس ابھار رہی تھیں۔

زیان احمد... لحاف میں دھنسا ہوا تھا،مگر نیند اس کی آنکھوں سے کب کی روٹھ چکی تھی۔

...رات کی وہ گفتگو

...وہ سوال،وہ دلیلیں،وہ خاموشیاں

وہ سب کچھ،جو اس کے لیے نیا اور اجنبی تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

میں نے زندگی میں کسی لڑکی کی اتنی سچی باتیں نہیں "
"...سنیں

وہ خود سے کہہ رہا تھا،جیسے دل کی کسی گہری تہہ سے کوئی چراغ روشن ہوا ہو۔

سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون،وائبریٹ کر رہا تھا۔

، کال آ رہی تھی — عیشان نام سکرین پر چمک رہا تھا

اس نے اٹھا کر کان سے لگایا۔

NOVEL-E-MEHAR

اوئے! یونی آ رہا ہے یا نہیں؟آج گروپ پریزینٹیشن "ہے۔"

:زیان نے ہلکی سی جمائی لی،پھر لاپروائی سے بولا

"...نہیں آ رہا۔کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے"

"طبیعت خراب ہے یا دل؟"

دل..." — اس نے مختصر جواب دیا اور فون کاٹ دیا۔"

NOVEL-E-MEHAR

اس نے آئینے میں خود کو دیکھا — بال بکھرے ہوئے،

...چہرے پر ہلکی سی سوجن

مگر ایک بات بدلی بدلی لگ رہی تھی — آنکھوں میں پہلی بار سوچ تھی

نیچے لاؤنج میں زیان کے والد،چوہدری احمد ناشتہ کر رہے تھے۔

ویسے تو ان کے بیچ ہمیشہ خاموشی حائل رہتی تھی،مگر آج زیان نے خود ہی کہا:

NOVEL-E-MEHAR

"بابا،آج یونی نہیں جا رہا... آپ کے ساتھ زمینوں پر چل سکتا ہوں؟"

چوہدری صاحب نے نظر اٹھا کر بیٹے کو دیکھا — کچھ چونکے ضرور،مگر سر ہلا دیا:

چلو،میرے ساتھ ہو تو خاموشی میں بھی کچھ اثر ہوتا " ہے۔"

دونوں گاڑی میں بیٹھ کر شہر سے نکلے — راستے میں کچھ شاپس آئیں،زیان کی نظر ایک دکان پر رک گئی۔

علیزہ حجاب سنٹر" — شو کیس میں رکھے نیلے سفید اور " سبز رنگ کے خوبصورت اسکارف،نقاب اور عبایہ ترتیب سے رکھے تھے۔

بلا ارادہ زیان اتر گیا،دکان میں داخل ہوا۔

یہ نی"

"سفید والا... پیک کر دیں۔

دکان دار نے پوچھا:

NOVEL-E-MEHAR

"تحفہ ہے؟"

زیان نے لمحہ بھر سوچا،پھر ہلکا سا مسکرا دیا:

"ہاں... تحفہ ہے... شاید خود اپنے لیے۔"

یونیورسٹی میں خاموشی

ادھر یونیورسٹی میں حُدیٰ اور سعدیہ لان میں بیٹھی تھیں۔

شاخوں پر پرندے چہچہا رہے تھے، مگر سعدیہ کچھ اداس سی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ نہیں آیا آج... دیکھا؟ کلاس بھی نہیں، کیفیٹیریا بھی "...خالی

حُدیٰ نے نظریں ہٹا کر آسمان کی طرف دیکھا،پھر آہستہ سے بولی:

"تمہارے دل میں اگر کوئی بے فائدہ چیز رہنے لگے،تو بہتر ہے کہ اسے نکال دو... وہ انسان ہے،ذکر نہیں..."

سعدیہ نے ہنستے ہوئے کہا:

NOVEL-E-MEHAR

"یار تُو تو فیض کی نثر بن گئی ہے۔"

یونیورسٹی کے نوٹس بورڈ پر ایک تازہ نوٹس چسپاں کیا جا چکا تھا:

ڈپارٹمنٹ آف سوشیالوجی کی جانب سے دو روزہ ٹور ـــــ "
"مری،پیر چاناسی درگاہ

تاریخیں،رہائش،اخراجات اور اجازت نامے کی تفصیل دی گئی تھی۔

:کوریڈور میں سعدیہ،نوٹس پڑھ کر تقریباً اچھل پڑی

"حُدیٰ!جلدی آ،دیکھ... ہم جا رہے ہیں مری! وہ بھی درگاہ...!"

:حُدیٰ نے پرسکون لہجے میں کہا

"؟...مری"

"کون سی درگاہ؟"

پیر چاناسی کی... کہتے ہیں وہاں بہت پرانا ولی دفن ہے... "
"!بہت پر سکون جگہ ہے... میں تو چلوں گی

NOVEL-E-MEHAR

حُدیٰ نے ایک نظر نوٹس پر ڈالی،اس کی نظر جیسے تھم گئی
ہو سادیہ نے اسے ہلایا خود کہاں کھو گئی ہو کہیں نہیں وہ
:سر جھکا کر بولی

"میں نہیں جاؤں گی۔"

کیا؟کیوں؟"سعدیہ کی آواز اونچی ہو گئی۔"

مجھے نہیں لگتا کہ لڑکوں کے ساتھ ٹور پر جانا مناسب "
ہے... ویسے بھی،غیر محرموں کے ساتھ سفر —— اسلام میں
"اس کی اجازت نہیں۔

NOVEL-E-MEHAR

"!یار، کبھی تو اپنے اصول ہلکے کر لے"

"...یہ سب کیا ہے،ہر بات میں قرآن،ہر بات میں پردہ"

حُدیٰ نے ایک لمحے کو آنکھیں بند کیں، جیسے کوئی دُور کی روشنی اسے چھو گئی ہو۔

"سعدیہ، میں انکار خود کے لیے نہیں کرتی... میں نے زندگی میں کچھ کھو کر سیکھا ہے۔میں جانتی ہوں... عورت کا تحفظ صرف نقاب میں نہیں، نیت میں ہوتا ہے۔
"اور نیت کا ہلنا... لمحوں میں انسان کو گرا دیتا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ کچھ دیر خاموش رہی۔پھر دھیرے سے بولی:

"اگر ٹور صرف مری کی وادیوں تک ہوتا... تو شاید میں بھی سوچتی نہ۔

لیکن یہ درگاہ ہے حُدیٰ... وہاں اللہ والوں کی خوشبو ہوتی ہے"۔

...یہ سن کر حُدیٰ کی پلکیں ذرا لرزیں۔وہ لمحہ لمحہ سوچنے لگی

--

حُدیٰ نے رات کو اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے پیر چاناسی کا نام گوگل پر لکھا۔

تصاویر کھلنے لگیں... سبز پہاڑ،بادلوں میں ڈھکی راہیں،اور ایک پرانا،مگر پُر وقار مزار۔

:اس نے آہستہ سے کہا

"...کچھ راستے،ہم خود نہیں چنتے... وہ ہمیں بلاتے ہیں"

:دوسرے دن سعدیہ خوشی سے بھاگتی ہوئی آئی

فارمز لے آئی ہوں! حُدیٰ تیاری کر لے،ہم جا رہے "
"!ہیں

:حُدیٰ نے اسے روکا،نرمی سے مسکرائی

"...میں نے ابا سے بات کر لی ہے"

"تو؟"

"...میں جا رہی ہوں"

NOVEL-E-MEHAR

"!اللہ اکبر! آخرکار تُو نے دل کی سنی"

— نہیں سعدیہ..." — حُدیٰ نے نگاہ آسمان کی جانب کی"

دل نہیں... شاید کسی اور نے"

فجر کی پہلی اذان کے ساتھ ہی یونیورسٹی کے پارکنگ لاٹ میں طلبہ جمع ہونے لگے تھے۔دو کز تر کھڑی تھیں،ساتھ ہی ایک چھوٹی وین اسٹاف کے لیے۔

سعدیہ ہمیشہ کی طرح پُرجوش تھی،اور حُدیٰ،خاموش اور پر سکون۔

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ نے سرگوشی کی:

"...دیکھ،آج تو وہ بھی آ گیا ہے"

اشارہ زیان احمد کی طرف تھا،جو اپنی مخصوص بلیک کلٹس سے اترا۔

حُدیٰ نے نگاہ پھیر لی... جیسے دیکھا ہی نہ ہو۔

ہوٹل میں قیام — مری کی پہلی رات

شام ہونے کو تھی جب گاڑیاں مری کی بلند و بالا وادیوں میں واقع ہوٹل کے باہر رکیں۔کہر اور خنکی،موسم میں جیسے خاموش راز چھپے تھے۔

لڑکوں کو ایک فلور،لڑکیوں کو دوسرا فلور الاٹ کیا گیا۔
ہوٹل درمیانہ تھا مگر صاف ستھرا۔

رات کھانے کے بعد اسٹوڈنٹس ٹہلنے نکلے۔ایک طرف بڑا سا لان،سامنے جنگل اور نیچے پتھریلی سیڑھیاں — جو ہوٹل کے عقب میں واقع آڈیٹوریم تک جاتی تھیں۔

حُدیٰ اور سعدیہ،دو دیگر لڑکیوں کے ساتھ نیچے آڈیٹوریم کے اطراف گھوم رہی تھیں،جب دو نامانوس چہرے قریب آئے۔

لڑکوں کی شکلیں نئ تھیں،شاید ہوٹل کے دوسرے مہمان یا سیر و سیاحت کے بہانے آنے والے مقامی بدمعاش۔

آپ سب کہاں سے ہیں؟اتنی خوبصورت آنکھیں نقاب "

"میں کیوں چھپائیں؟

"...چلو ایک جھلک دکھا دو"

ایک لڑکا آگے بڑھا اور حُدیٰ کا نقاب کھینچنے کی کوشش کی۔

NOVEL-E-MEHAR

نقاب نیچے گر گیا۔

...اور اگلے لمحے

"!!اوے... ہاتھ نیچے"

زیان احمد... جو دور کھڑا سب دیکھ رہا تھا، جھٹکے سے بھاگتا آیا۔

اتنی تیزی سے کہ وہ لڑکا پیچھے لڑھک گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

:زیان نے اس کا گریبان پکڑ کر ایک زور دار مکا مارا

"لڑکیوں کی عزت نہ سیکھا تم نے؟بھاگو یہاں سے،ورنہ باقی دانت بھی یہیں چھوڑ جاؤ گے!"

دوسرا لڑکا بھی گھبرا کر پیچھے ہٹا۔

لڑکے بھاگ گئے۔

اور زیان... حُدیٰ کی طرف مڑا۔

NOVEL-E-MEHAR

...چہرہ

جس کے پیچھے اب تک

صرف آنکھیں تھیں۔

آج پورا کھلا تھا۔

وہ خاموش ہو گیا۔

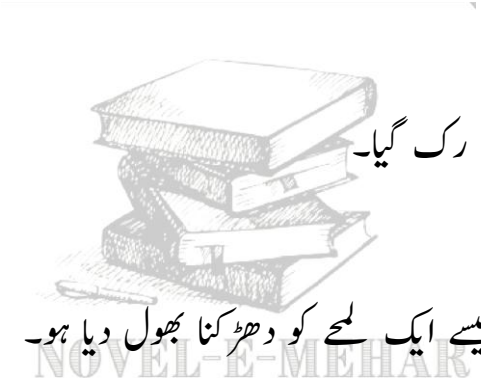

وقت جیسے رک گیا۔

دل نے جیسے ایک لمحے کو دھڑکنا بھول دیا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

حُدیٰ نے تیزی سے چادر سنبھالی،نقاب واپس لپیٹا۔

آواز کانپ رہی تھی۔

"...شکریہ"

زیان نے کچھ کہنا چاہا،مگر الفاظ کہیں کھو گئے۔

وہ رات خاموش تھی۔مری کی ہوائیں جیسے راز سناتی تھیں۔

سب لڑکے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔زیان کی آنکھوں کے سامنے ابھی تک وہ چہرہ گردش کر رہا تھا — وہ چہرہ جسے وہ ہمیشہ صرف نقاب میں دیکھتا آیا تھا۔

...لیکن آج

"ایسا بھی چہرہ ہوتا ہے؟"

وہ آہستہ سے بولا۔

"...ایسی آنکھیں... ایسا سکون؟ یا اللہ، میں کیوں"

NOVEL-E-MEHAR

—— اسے یاد آیا

وہ حجاب

جو اُس نے دو روز پہلے مری آتے وقت بازار سے خریدا تھا... بے وجہ... بنا مطلب... صرف دل کے کہنے پر۔

اس نے وہ حجاب لاکر اپنی گاڑی کے ڈیش بورڈ میں رکھا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ اچانک اٹھا،چابی لی،ہوٹل کے پارکنگ لاٹ میں آیا،اور بلیک کلٹس کا دروازہ کھولا۔

ڈیش بورڈ سے وہ حجاب نکالا۔

خوبصورت نیلا رنگ،باریک ستاروں والا ہلکا سا کام۔

وہ دیر تک اسے دیکھتا رہا۔

پھر دل ہی دل میں بولا:

اگر کبھی مجھے موقع ملا... تو یہ میں اسے دوں گا۔"
...وہ سمجھے گی،شاید کچھ نہیں سمجھے گی
لیکن میں صرف دینا چاہتا ہوں۔
"اس کی دعاؤں میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

NOVEL-E-MEHAR

اس نے حجاب دوبارہ تہہ کر کے،اپنی ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔

۔ جہاں اب اس کے جذبات کا پہلا اقرار بند تھا

اسے پتا نہیں چلا کب اسکا دل ہدی کے نام پر درکنے لگا تھا
۔وہی ہدیٰ جو کبھی اسکے ٹائپ کی لڑکیوں کی لسٹ میں
شامل نہیں تھی. اب وہ اسکی زندگی کا ایک حسین خیال بن
۔گئی تھی

NOVEL-E-MEHAR

—— پیر چناسی کے آنگن میں

سورج کی کرنیں بادلوں سے جھانکتی تھیں۔

ہَوا میں ہلکی سی ٹھنڈک اور خوشبو تھی، جیسے کسی پرانے وقت کی پرچھائیں سرگوشی کر رہی ہو۔

یہ پہاڑوں کے درمیان ایک پرانی ولی اللہ کی درگاہ تھی — سنگِ مرمر کا ٹھنڈا فرش، صحن میں گلاب کے جھڑتے پھول، اور ہر طرف روحانیت کا سکون۔

زائرین خاموشی سے دُعائیں مانگ رہے تھے۔

زیان اور حُدیٰ درگاہ کے ایک کنارے بیٹھے تھے۔

دونوں کے بیچ ایک خالی بینچ — جیسے مقدر نے دوری کو بھی ادب دیا ہو۔

زیان نے خاموشی توڑی۔

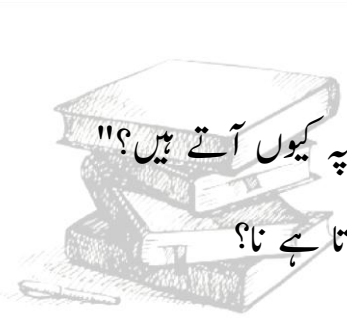

یہ لوگ... قبروں پہ کیوں آتے ہیں؟"

"اللہ تو ہر جگہ ہوتا ہے نا؟

NOVEL-E-MEHAR

حُدیٰ نے تھوڑی دیر خاموشی کی۔

پھر آہستہ سے بولی:

قبریں نہیں،یہ قربت کی علامتیں ہیں۔"

جو اللہ کے بہت قریب تھے،

ان کے وسیلے سے،

"ہم اپنے ٹوٹے رابطے جوڑتے ہیں۔

زیان نے نظریں گھمائیں،سامنے ایک بوڑھی عورت ہاتھ پھیلائے،دعا مانگ رہی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

"یہ ولی کیسے بنتے ہیں؟"

:حُدیٰ کی آواز ہَوا کے ساتھ ملی

جب انسان اپنی خواہشوں کو مار دے،"

...اور اپنی ذات کو اللہ کی رضا میں فنا کر دے

تب وہ ولی بننے کے راستے پر چل پڑتا ہے۔

ولی وہ ہوتا ہے جو بندوں کو اللہ سے جوڑ دے،

"خود سے نہیں۔

NOVEL-E-MEHAR

:زیان نے کچھ دیر خاموشی کی،پھر آہستہ سے بولا

...مجھے تو صرف عربی آتی ہے"

...قرآن کبھی سمجھا نہیں

کبھی پڑھنے کی ہمت ہی نہیں ہو

حُدیٰ نے اس کی طرف نہیں دیکھا،بس ایک مختصر سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی۔

"...کبھی وقت ملے،تو قرآن کا ترجمہ پڑھنا

جیسے جیسے لفظ کھلتے ہیں،

دل بھی کھلتا ہے۔

اور جو چیز دل کھول دے،

"وہی تمہیں زندگی کا مطلب دے جاتی ہے۔

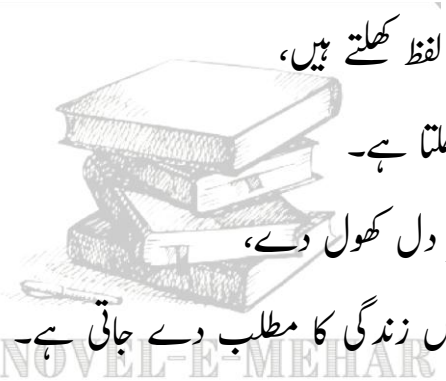
NOVEL-E-MEHAR

زیان نے پہلی بار اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔

"...تم بہت عجیب ہو"

نہیں،میں صرف وہ ہوں جو اللہ کے سامنے جھکنا سیکھ گئی "
"ہوں۔

ہَوا میں کچھ لمحے رُک سے گئے۔

درگاہ کے میناروں پر کچھ پرندے آ بیٹھے تھے،جیسے منظر پر خاموش گواہ بنے ہوں۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے کچھ کہنا چاہا... لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا۔

دل جیسے کسی انجانے درد میں بھیگا ہوا تھا۔

:وہ صرف بولا

...میں چاہتا ہوں

تمہاری باتوں کو سمجھنا۔

شاید کبھی...ان

NOVEL-E-MEHAR

سے خود کو بدل سکوں۔

نازی جی نے کہا کے تمہارے پاس میرے لیے کچھ ہے

.....شاید اچھی باتیں

حُدیٰ نے زیادہ کچھ نہیں کہا،اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی

بدلنے کے لیے انسان کو اللہ کے سامنے گرنا پڑتا ہے،"

زیان۔

...اور گرنے کے لیے

"انسان کو سب سے پہلے اپنے تکبر سے لڑنا ہوتا ہے۔

سورج کی کرنیں اب ذرا تیز ہو چکی تھیں،مگر ٹھنڈی ہوا ابھی تک فضاء میں روحانیت کا لمس لیے پھر رہی تھی۔

سبھی طلباء اور طالبات آہستہ آہستہ درگاہ کے مرکزی صحن میں جمع ہو چکے تھے۔

حُدیٰ اور سادیہ خواتین کے جانب الگ کھڑی تھیں، جبکہ زیان، علی شیر، اسد، اور دیگر لڑکے قدرے فاصلے پر۔

درگاہ کے خادم نے بلند آواز میں کہا:

"سب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں...

اللہ کے ولی کے وسیلے سے،

دل کی بات زبان پر لائیے..."

ہر ایک نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان احمد نے پہلی بار دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے۔

اس کے لب بند تھے... مگر آنکھوں سے ایک نمی ٹپک رہی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

"یا اللہ...

کیا تُو واقعی سنتا ہے؟

اگر سُن رہا ہے...

تو مجھے یہ ہدی دے دے...

مجھے اسکے قابل بنا دے۔

دعا کے بعد،سب کو تھوڑی دیر کے لیے آزاد چھوڑ دیا گیا۔

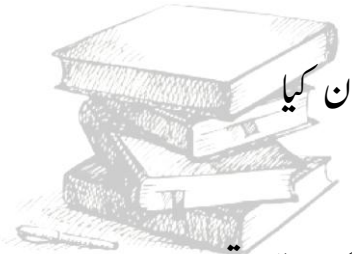

پروفیسرز نے اعلان کیا:

"درگاہ کے پیچھے ایک قدرتی پہاڑی راستہ ہے...
جو ایک ندی تک جاتا ہے۔
جو بھی جانا چاہے،ٹریکنگ کے لیے جا سکتا ہے۔"

طلبہ کے گروپس بننے لگے۔

ہنسی مذاق، چپس، جوس، سیلفیاں... ماحول میں خوشی گھل گئی۔

"!سادیہ: "حُدیٰ چلو نا، سب جا رہے ہیں

"...حُدیٰ): "مجھے نہیں جانا

NOVEL-E-MEHAR

: تبھی پیچھے سے زیان کی آواز آئی

...تمہیں قدرت سے محبت ہے نا"

"تو چلو، قدرت تمہیں کچھ سکھانا چاہتی ہے۔

حُدیٰ نے چونک کر دیکھا،پتا نہیں کیا ہے اس شخص میں اپنی

طرف مائل کر لیتا ہے

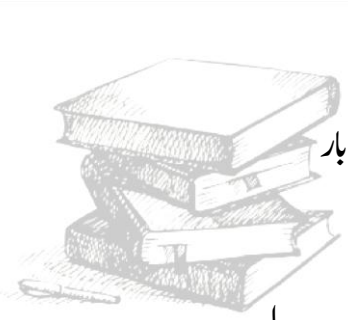

میرے دل کو ہر بار

ہر بات میں آجاتا ہے دل

NOVEL-E-MEHAR

میں سوچتی

نرمی سے چل پڑی۔

راستہ پتھریلا تھا،مگر سب کو پہاڑوں کی خاموشی بھا رہی تھی۔

زیان اور حُدیٰ بے ساختہ آگے ہو گئے،پیچھے دوستوں کا شور شرابا رہ گیا۔

زیان تم میرے پیچھے کیوں رہتے ہو ہر وقت ہدی نے آہستہ سے پوچھا.

حُدیٰ کیوں کہ میرا دل تمہارے پیچھے پر گیا ہے،

وہ دم سادھے چلتی رہی وہ اپنے جواب سے اسے حیران کر گیا تھا،

تم جیسے بگھڑے دل تو کسی نا کسی کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہیں وہ مزاق میں بات کو ٹال گئی تھی

:زیان

NOVEL-E-MEHAR

مجھے بھی کبھی سکون محسوس ہوا تھا... جب میری ماں مجھے " "...نیند میں دعائیں دیتی تھی

خاموشی چھا گئی۔

:حُدیٰ

"...محبت کی سب سے خالص شکل

"...ایک ماں کی دعا ہوتی ہے

NOVEL-E-MEHAR

زیان کا چہرہ بجھ سا گیا۔

آخرکار سب لوگ ایک ندی کنارے پہنچ گئے۔

پانی شفاف تھا،جیسے کوئی آئینہ۔

کچھ لڑکیاں تصویریں لے رہی تھیں،کچھ لڑکے پتھر پھینک کر موج کر رہے تھے۔

حُدیٰ جھک کر ندی کا پانی ہاتھ میں لیتی ہے،چہرے پر چھڑکتی ہے۔

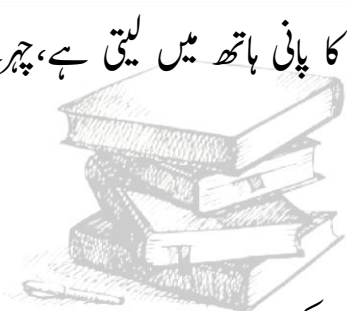

زیان دور کھڑا بس دیکھ رہا ہوتا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

"!سادیہ: "ارے! زیان بھائی! سیلفی لیتے ہیں

:(زیان (نرمی سے

"نہیں، مجھے تو...

"...کسی اور تصویر میں رنگ دکھنے لگے ہیں

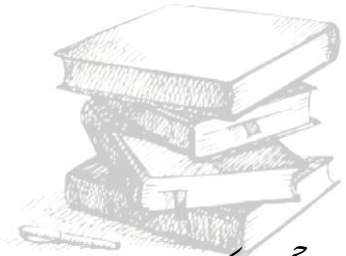

شام ڈھلنے لگی۔

سورج پہاڑ کے پیچھے چھپنے کو تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

سب ہوٹل کی طرف واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔

راستے میں زیان نے ایک آخری نظر حُدیٰ پر ڈالی۔

:اس کی دل کی دھڑکن کہہ رہی تھی

"...شاید

"...میں اب پہلے جیسا نہیں رہوں گا

پٹریاٹہ ہلز —— دھند،پہاڑ،اور دل کے نرم گوشے

NOVEL-E-MEHAR

ٹھنڈی ہوائیں جنگل کے پتوں سے کھیلتی،چٹانوں کو چھوتی،
اور لمبے درختوں کی چوٹیوں سے باتیں کرتی ہوئی نیچے
وادیوں کی طرف جا رہی تھیں۔دھند نے سارے منظر کو
ایک خواب جیسا بنا دیا تھا۔اُفق پر سورج کی کرنیں جھانک

رہی تھیں،اور نیلا آسمان جیسے کسی مصور کی پینٹنگ لگ رہا تھا۔

سب طلباء نیچے ٹریک کرتے کرتے ایک بڑے سے سنگِ مرمر کی چٹان پر جا پہنچے،جو بلند تھی،مگر اس پر بیٹھ کر نیچے جھانکنا سحر انگیز تھا۔وادیوں میں درخت،کہیں کہیں چھوٹے مکانات،اور پرندوں کی چہچہاہٹ گویا قدرت کا ترانہ گاتی۔

NOVEL-E-MEHAR

سادیہ نے دور جا کر تصویر لینا چاہی،اور حُدیٰ اکیلی رہ گئی۔

تب ہی زیان دھیرے سے پاس آیا۔ہاتھ میں تھرماس اور کپ۔

:(زیان (نرمی سے

"السلام علیکم۔چائے پییں گی؟پہاڑوں پر اس کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے۔"

NOVEL-E-MEHAR

حُدیٰ نے چونک کر دیکھا۔وہ ایسے شائستہ لہجے میں بول رہا تھا جیسے وہی زیان نہ ہو۔

:(حُدیٰ(ہچکچا کر

"...وعلیکم السلام۔شکریہ"

دونوں ایک ہی چٹان پر بیٹھ گئے۔

چند لمحے خاموشی میں گزرے۔صرف ہوا کی سرگوشی،
پرندوں کی آوازیں،اور ان دونوں کی دل کی دھڑکن۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان (چپ چپ سی کیوں ہو

حُدیٰ نے سر جھکایا،کچھ لمحوں تک لب ساکت رہے... پھر
:آہستگی سے بولی

کبھی کبھی انسان کو خاموش بھی رہنا چاہیے

زیان نے اس جملے کو دل میں نقش کر لیا۔

چند لمحوں بعد اُس نے نظریں وادی کی طرف موڑ لیں،
جیسے وہاں کچھ تلاش رہا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

:پھر پوچھا

" یہ جو تمہاری نظریں ہیں... ان میں اتنا صبر... یہ کہاں سے
"آیا؟

حُدیٰ نے آہستہ سانس لی۔

صبر... تکلیف کی آگ سے پگھل کر سونا بنتا ہے۔"

مجھے کچھ سیکھنے میں وقت لگا مجھے اسکے انتظار نے صبر سکھایا

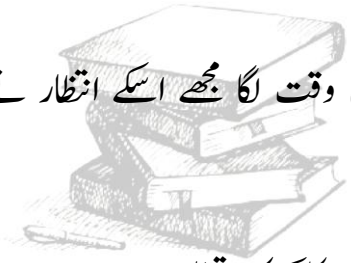

NOVEL-E-MEHAR

؟ زیان چپ رہ نا سکا کسکا انتظار

اس شخص کا انتظار جس کا انتظار میرے گھر کا ہر فرد کرتا ہ

:زیان

" میں کبھی کسی کی بات پر اتنا غور نہیں کرتا مگر میں بھی
...انتظار کرتا ہوں 20 سال سے اپنی ماں کا انتظار

حُدیٰ نے نظریں چرا لیں۔

اتنے میں سادیہ واپس آئی۔

NOVEL-E-MEHAR

"ارے! کیا ہوا؟یہاں محفل جمی ہوئی ہے؟"

:(زیان (ہلکی سی مسکراہٹ سے

نہیں بس اپنے کچھ درد بانٹ رہے ہیں

...خیر چلو اٹھو سر بلا رہے ہیں

اس کے بعد سب طلباء ایک بلند مقام پر پہنچے،جہاں سب نے اجتماعی دعا کی۔حُدیٰ نے ہاتھ اُٹھائے،آنکھیں بند کیں، اور لب ہولے ہولے ہلے۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے دور کھڑے ہو کر دیکھا۔

حُدیٰ کے آنکھوں سے بہتے آنسو... اور پرسکون چہرہ۔

کچھ لمحے زیان کی سانسیں رک سی گئیں۔

اس کے دل نے سرگوشی کی:

"کیا یہی وہ عورت ہے... جس کے لیے دل ہر حد توڑنے کو تیار ہو؟"

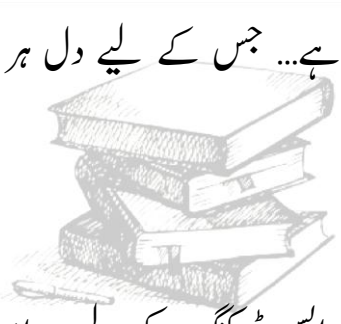

دعا کے بعد قافلہ واپس ٹریکنگ کے لیے روانہ ہوا۔واپسی کی راہ کچھ مشکل تھی۔سب ہنستے، گرتے، پکڑتے، سنبھالتے واپس ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔

لیکن زیان بار بار حُدیٰ کی طرف دیکھتا رہا۔

چاہ کر بھی نگاہیں نہیں ہٹیں۔

شاید اسے اپنی گم گشتہ ماں کی جھلک کہیں اُس کے صبر میں،دعا میں،خاموشی میں نظر

ٹرپ ختم ہو چکا تھا۔سب طلبہ واپس ہوٹل آئے۔

NOVEL-E-MEHAR

صبح کی درگاہ کی روحانیت،اور شام کی ہوا میں گھلتی پہاڑی ٹھنڈک،سب کے چہروں پر تھکن اور اطمینان کا رنگ تھا۔

شام کے بعد تیز بارش اور ہواؤں کا آغاز ہوا۔مری کی موسم جیسے اپنا سارا غضب نازل کرنے کو تیار تھا۔

اگلی دوپہر،طوفان کے بیچ ٹرپ کی کوچ واپس روانہ ہوئی۔

اسلام آباد پہنچتے ہی منظر بدل گیا۔

بادل، گرج،اندھیرے،اور ویرانی۔

NOVEL-E-MEHAR

طلبہ جلدی جلدی اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھنے لگے۔والدین، بہن بھائی،سب لینے آئے تھے۔

مگر حُدیٰ کے لیے... کوئی نہ آیا۔

سعدیہ ایمرجنسی میں جا چکی تھی۔

اب وہ کال پر اپنے والد سے بات کر رہی تھی۔

بابا شہر سے باہر ہیں،"
"...صادق انکل بھی دستیاب نہیں

NOVEL-E-MEHAR

وہ دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ہاتھ میں چھتری،لیکن بارش جیسے ہر چیز کو روندے دے رہی تھی۔ہر گاڑی چلی گئی۔سارا یونیورسٹی گیٹ سنسان ہو چکا تھا۔

...بلیک کلٹس،

"چلو،میں چھوڑ دیتا ہوں۔"

زیان احمد،جیسے اچانک نمودار ہوا تھا۔وہ چھتری تانے کھڑا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

گاڑی کی چابی انگلیوں میں گھماتا۔

حُدیٰ نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں بلیک گاڑی میں نہیں بیٹھتی۔"

زیان پلکیں جھپکنا بھول گیا۔

"کیا...؟کیوں؟"

"بس... کچھ ماضی کی بھیانک یادیں جڑی ہیں۔"

NOVEL-E-MEHAR

ایک لمحے کی خاموشی... پھر زیان نے موبائل نکالا اور کسی کو کال کی۔

ارے سن،فوراً وائٹ کلٹس لے کے یونیورسٹی پہنچ،ہاں "
"گیٹ پر۔

پندرہ منٹ بعد ایک سفید کلٹس یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے رکی۔

اب کوئی بہانہ نہیں۔تمہیں گھر چھوڑنا ہے۔طوفان ہے۔"
"اور تم اکیلی نہیں جا سکتیں۔

NOVEL-E-MEHAR

...حُدیٰ نے نظریں نیچی رکھیں۔دل جیسے دھڑکنا بند کر رہا ہو

بیٹھ گئی۔

پہلی بار،خود سے،اپنی مرضی سے،زیان احمد کے ساتھ۔

راستے میں وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

بالکل خاموش۔

؟ تمہاری ماں کدھر ہیں

NOVEL-E-MEHAR

کبھی سوچا ہے کہ ایک ماں... اپنے بیٹے کو چھوڑ سکتی "
"ہے؟

سوال کے جواب میں سوال بہت آہستگی سے آیا تھا۔

حُدیٰ نے چونک کر اسے دیکھا۔

زیان جیسے اپنے اندر سے ٹوٹ رہا تھا۔

میری ماں... مجھے چھوڑ گئی تھی۔"
صرف پانچ سال کا تھا۔کسی اور مرد کے ساتھ... چلی گئی۔
میں نے کبھی نہیں پوچھا کیوں۔
"میں نے کبھی جاننا نہیں چاہا۔

حُدیٰ نے کہا:

ہر ماں،ماں ہوتی ہے،زیان۔"

وہ بغیر وجہ کے نہیں جاتی۔تمہیں جاننا چاہیے تھا۔

تمہیں سچ کا سامنا کرنا چاہیے۔

"ماں کبھی چھوڑ کے نہیں جاتی... وہ مجبور ہوتی ہے۔

زیان خاموش ہو گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

گاڑی رکتی ہے۔

"یہ تمہارا گھر ہے؟"

"...آؤ گے اندر

وہ دروازہ کھولنے لگی تو زیان نے جلدی سے ڈیش بورڈ سے وہ حجاب نکالا۔

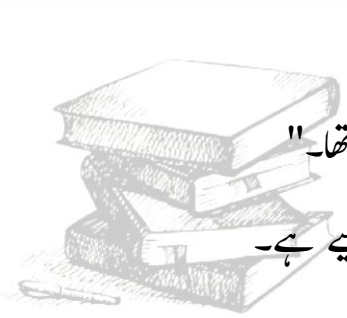

یہ... میرے پاس تھا۔"

"شاید تمہارے لیے ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

حُدیٰ نے حیرت سے دیکھا۔

زیان نے نظریں نہیں ملائیں۔

اگر قبول کر سکو... تو رکھ لو۔"

یہ... محض ایک تحفہ نہیں،

یہ ایک وعدہ ہے۔

"کہ تم جیسی لڑکیاں... اس دنیا میں اب بھی موجود ہیں۔

۔ وہ ہاتھ آگے بڑھایا اور حجاب لے لیا

"شکریہ۔"

NOVEL-E-MEHAR

۔ زیان احمد کی دنیا جیسے بدلنے کو تھی

ڈی ایچ اے کے پرسکون علاقے میں،جہاں بارش کی بوندیں اب ہلکی ہلکی سرسراہٹ بن چکی تھیں،

زیان احمد اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

جوتے اتارتے ہی صوفے پر گرا، گردن پیچھے ٹکائی،آنکھیں بند کر لیں۔

NOVEL-E-MEHAR

خاموشی جیسے سانس لینے لگی۔

:ہدیٰ کی آواز اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی

...ماں کبھی بلاوجہ نہیں جاتی زیان"

تم نے کبھی جاننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟

"...مائیں چھوڑ کر نہیں جاتیں،شاید انہیں چھوڑا گیا ہوتا ہے

وہ آہستہ سے آنکھیں کھولتا ہے۔

سامنے،شیلف پر اُس کا پرانا فریم رکھا ہے — ایک ننھا سا زیان،اور ایک دھندلا چہرہ جو ماں کا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

"کیا وہ سچ میں... مجھے چھوڑ کر گئی تھی؟"

اس نے خود سے پوچھا،جیسے کوئی پہلی بار سوال ہوا ہو۔

...پھر وہ اپنی ماں کے بارے میں سوچنے لگا

اس کی گود،اس کی خوشبو،اس کی لوری... سب دھند میں تھے،

مگر آج ایک روشنی ان دھند میں داخل ہوئی تھی — ہدیٰ کی باتوں کی روشنی۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ آہستہ آہستہ اپنے کمرے کی کھڑکی کھولتا ہے۔

ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے کو چھوتی ہے،جیسے کوئی پرانا لمس دوبارہ زندہ ہو گیا ہو۔

اگر وہ واپس آ جائے... یا میں جا کے پوچھوں... کیا وہ "جواب دے گی؟"

NOVEL-E-MEHAR

زیان کے ہونٹوں پر ایک تھکی ہوئی سی مسکراہٹ آتی ہے۔

پھر وہ آہستہ آہستہ بستر پر لیٹ جاتا ہے۔

سائڈ لیمپ بند کرتا ہے۔

:ہدیٰ کی آخری بات اس کے دل میں گونجتی ہے

"ی کبھی... بکھرے پتے... اللہ خود سمیٹ لیتا ہے۔

...زیان کی آنکھیں بند ہوتی ہیں

مگر اس کا دل جاگ رہا ہوتا ہے — ماں کے لیے،سچ کے لیے،

اور شاید اس بار... ہدی کے لیے۔

باب دوم

جب بکھروں کو سمیٹا گیا

رات گہری ہو چکی تھی۔بنی گالہ کے پہاڑوں میں گھرا شاہ زمان ہاؤس اپنے ہی سکوت میں ڈوبا ہوا تھا۔گھر کے لان میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نیم تاریکی میں جھولتے درختوں کے پتوں کو سرسراتے گزر رہے تھے،اور دور کہر کی چادر تلے شہر کی روشنیاں ستاروں جیسی ٹمٹما رہی تھیں۔

اندر ڈائننگ ٹیبل پر دسترخوان بچھا ہوا تھا،اور گھر کے سب مکین کھانے پر موجود تھے۔

شاہ زمان صاحب اپنی مخصوص وقار بھری خاموشی سے کھانے میں مصروف تھے،جبکہ سمرین بیگم کبھی ہدیٰ کو پلیٹ بڑھا کر کچھ دیتیں،تو کبھی زمن سے نرمی سے پوچھتیں:

" بیٹا،چاول ٹھیک ہیں؟"

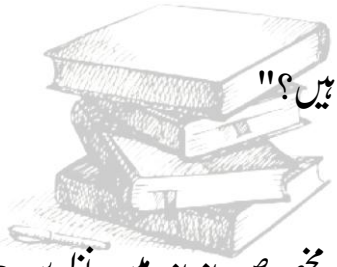

ہدیٰ شاہ زمان،اپنے مخصوص انداز میں،نظریں جھکائے پلیٹ میں چمچ چلاتی رہی،لیکن آنکھوں میں کسی خیال کی تھکن واضح تھی۔جیسے جسم یہاں ہو مگر دل کہیں اور،کسی اور جگہ... شاید کسی سوال میں،یا کسی لمحے میں اٹکا ہوا۔

شاہ زمان نے آخری نوالہ مکمل کر کے گلاس لبوں سے
:لگایا،پھر نظریں ہدا پر جما دیں

تم ٹرپ سے واپسی پر کیسے گھر آئی بیٹے کسی نے ڈراپ کیا "
"تھا؟

ہدیٰ نے چونک کر نظریں اٹھائیں،مگر انداز پر سکون رکھا،
""""جی بابا،جی... دوست نے ڈراپ کر دیا تھا۔

شاہ زمان نے ایک لمحے توقف کیا،پھر آنکھوں میں ہلکی سی
حیرانگی لا کر پوچھا

جہاں تک میں اپنی بیٹی کو جانتا ہوں تو میں نے کبھی اس کا کوئی لڑکا دوست نہیں دیکھا تو میری پری یہ کون تھا؟

خدا نے پلکیں جھپکیں،جیسے لمحہ بھر کو الفاظ چننے کی مہلت چاہی ہو،

NOVEL-E-MEHAR

پھر آہستہ سے بولی:

"زیان... زیان احمد۔"

شاہ زمان کے چہرے کا رنگ لمحہ بھر کو بدل گیا۔وہ جیسے کسی ان دیکھے نام سے ٹکرا گئے ہوں،جس کے پیچھے ماضی کی دبیز پرتوں میں دبی کہانی چھپی ہو۔

:انہوں نے گردن سیدھی کی،گلاس رکھتے ہوئے پوچھا

"زیان احمد کون ہے؟"

NOVEL-E-MEHAR

بابا،وہ... وہ قائدِاعظم یونیورسٹی میں میرے ڈیپارٹمنٹ میں " ہے۔ہم سب دوست ایک ساتھ ہی تھے ٹرپ پر۔اور جب موسم بہت خراب ہو گیا تو سب چلے گئے تھے۔وہیں بس

میں،آخر میں صرف میں رہ گئی تھی۔مجھے کوئی لینے نہیں آیا تھا تو..."

اس کی آواز مدھم ہوئی،مگر لہجے میں کوئی معذرت یا لغزش نہ تھی۔

"تو اس نے تمہیں گھر تک چھوڑا۔"

NOVEL-E-MEHAR

شاہ زمان نے بے حد ناپ تول کر الفاظ ادا کیے،جیسے ہر لفظ کسی تولے ہوئے وزن پر رکھا گیا ہو۔

سمیہ بیگم نے فضا میں پڑتی ہوئی گھمبیرتا کو محسوس کیا اور نرمی سے بولیں:

"...تو اچھا کیا نا بیٹا،مشکل وقت میں کوئی ساتھ ہو تو"

مگر شاہ زمان کی نظریں اب خالی نہیں تھیں۔

"اس کا پورا نام؟"

NOVEL-E-MEHAR

ہدا نے پل بھر توقف کیا،پھر وہ الفاظ ادا کیے جنہوں نے جیسے اس کمرے کی فضا روک دی:

"ز...زین العابدین احمد چوہدری۔"

اب جو ردِعمل آیا،وہ شدید تھا مگر مکمل خاموشی میں لپٹا ہوا۔

شاہ زمان کی آنکھوں میں کچھ لرزا۔وہ جیسے کسی گہرے زخم کو چبایا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

انہوں نے کرسی کی پشت سے ہاتھ اٹھا کر میز کو تھاما اور آہستگی سے کھڑے ہو گئے۔

"تم اپنے کمرے میں جاؤ ہدا۔"

"...بابا"

اس کی آواز میں کچھ لرزش اتر آئی۔

"ابھی۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ نے نظریں جھکا لیں، سمرین بیگم نے پریشانی سے شوہر کی طرف دیکھا، مگر کچھ کہے بغیر ہدیٰ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ پیچھے میز پر سناٹا چھا گیا۔

کمرے کی کھڑکی سے بنی گالہ کی پہاڑیاں رات کی خاموشی میں چھپی ہوئی تھیں۔درختوں پر ہلکی سی خنکی سے پتے ہل رہے تھے،جیسے کوئی ان کہی کہانی ان کے درمیان سرگوشی کر رہا ہو۔

شاہ زمان کمرے کے وسط میں آہستہ آہستہ چہل قدمی کر رہے تھے۔ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے،پیشانی پر گہری شکنیں،اور نگاہیں فرش پر جمی ہوئی تھیں۔ہر قدم ان کے ماضی کے کسی دُھندلے صفحے پر جا پڑتا۔

میں نے تمہیں بہت ڈھونڈا

"زین العابدین احمد چوہدری"

یہ نام جیسے سینے پر پتھر بن کر بیٹھ گیا تھا۔

"...یہ کیسے ہو سکتا ہے"

NOVEL-E-MEHAR

انہوں نے آہستہ سے خود کلامی کی۔

پھر اچانک جیسے کسی لمحے نے ان کا گلا گھونٹا ہو،وہ صوفے پر گرے اور دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

"!زینب... میری بہن... میری زینب"

ان کا دل پھٹنے کو تھا۔

فلیش بیک - اٹھارہ سال پہلے

چھوٹا سا لان تھا۔صبح کی دھوپ میں ہنسی گونج رہی تھی۔
زینب چائے کے کپ کے ساتھ شاہ زمان کو سرزنش کر رہی تھی:

NOVEL-E-MEHAR

"بھائی! احمد بہت سلجھا ہوا انسان ہے،اُس کے ساتھ میری زندگی کا سفر بہت خوشگوار ہو گا۔"

:شاہ زمان مسکرایا تھا

"مجھے اگر تم پر بھروسہ نہ ہوتا زینب،تو میں کبھی یہ رشتہ
"نہ کرتا... تم میری چھوٹی بہن ہو،میری جان ہو۔

زینب ہنسی،اور ماں کی آواز پر اندر چلی گئی تھی۔

کون جانتا تھا،کہ چند سالوں بعد... یہی زینب اچانک ایک
روز لاپتہ ہو جائے گی... اور احمد چوہدری،سارا الزام اس
۔ کے کردار پر ڈال دے گا۔محض دوسری شادی کے لیے

"وہ کسی اور مرد کے ساتھ چلی گئی ہے۔"

یہ جملہ جب پہلی بار احمد نے شاہ زمان کو کہا تھا،تو شاہ زمان کو لگا تھا جیسے کسی نے اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا ہو۔

"زینب کبھی ایسا نہیں کر سکتی۔"

مگر کوئی گواہ نہ تھا،کوئی ثبوت نہیں تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

اور پھر... احمد نے زینب کے بیٹے کا نام بھی بدل دیا —

۔"زین العابدین سے "زیان احمد

"...تاکہ ہم کبھی اس تک نہ پہنچ سکیں"

تم نے بہت غلط کیا ہے،چوہدری بہت غلط کیا،تم نے محض دوسری،عورت کے لیے اپنے بیٹے،کی زندگی تباہ کی اسے ماں سے دور رکھا تم نے بہت غلط کیا چوہدری..... میری بہن جو بیٹے کے غم میں 20 سال سے بستر سے لگی ہے... خدا تمہیں کبھی معاف نہ کرے.... چوہدری تم اس کی سزا ضرور پاؤ

NOVEL-E-MEHAR

شاہ زمان نے آنکھیں کھولیں۔آنکھوں کے کونے بھیگے تھے۔

تو وہ زیان... وہ... زینب کا بیٹا ہے؟وہی... ہمارا خون... "
"ہماری گمشدہ رگ؟

:ان کے لبوں سے جیسے دعا بن کر نکلا

یا اللہ... اگر وہ میرا بھانجا ہے... تو اس کا دل میرے گھر "
"سے خالی نہ لوٹے۔

NOVEL-E-MEHAR

ادھر ہدی اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی،خاموشی سے چاند کو تک رہی تھی۔

اچانک دروازہ بجا۔

سمرین بیگم آئیں،اور بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"بابا پریشان ہو گئے تھے نا؟"

:سمیہ بیگم نے ہاتھ اس کے سر پر پھیرا

" ان کے دل میں ایک پرانا زخم ہے... جس کا ذکر کبھی
" نہیں کرتے۔تمہارے پوچھنے سے نہیں بولے گیں بیٹا

ہدیٰ نے آہستہ سے سر ہلایا۔

پھر کچھ دیر بعد سمیہ بیگم چلی گئیں،اور ہدیٰ نے اپنا ڈائری نکالی۔

کمرے میں مدھم سی زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔باہر --- آسمان پر بادلوں کی چھاؤں چاند سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔خدا بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی تھی،اس کے ہاتھ میں وہی پرانی سرخ جلد والی ڈائری تھی،جو برسوں سے اس کی رازدار تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

اس نے قلم اٹھایا،ایک گہرا سانس لیا... اور پھر لکھنا شروع کیا۔

آج رات... شاید میری زندگی کا وہ موڑ ہے،جہاں ہر رشتہ "
"ایک نئے روپ میں میرے سامنے آیا ہے۔

زیان احمد... تم وہی ہو نا؟زین العابدین... پھوپو کی گود میں "
"... میری پھوپھو زینب کا بیٹا۔

قلم تھوڑی دیر کے لیے رکا۔آنکھیں بھیگنے لگیں۔

NOVEL-E-MEHAR

مجھے آج یقین ہو گیا۔جب بابا نے تمہارا نام سنا... ان کے "
چہرے پر جو دکھ تھا،وہ صرف کوئی اپنوں کے لیے محسوس
کر سکتا ہے۔اور امی کی خاموشی... ان کی جھکی نگاہیں... وہ
"کچھ کہے بغیر سب کچھ بول گئیں۔

ہدیٰ نے آنکھیں بند کر لیں،لمحہ بھر کے لیے،جیسے ماضی کی تصویریں دیکھ رہی ہو۔

" تم وہی ہو... میرا کھویا ہوا رشتہ... میری ماں کی سب سے پیاری نند کا بیٹا... جسے برسوں پہلے ایک خاموش سازش چھین کر لے گئی۔"

NOVEL-E-MEHAR

" میں نے تمہیں اپنی نظروں سے پہچانا،تمہارے لہجے سے، تمہاری آنکھوں کی اداسی سے... لیکن آج... آج بابا کے ردِعمل نے میرے دل کی گواہی کو حرفِ آخر دے دیا۔"

اب میں کیسے تم سے بات کروں؟تمہیں بتاؤں؟یا خاموشی "
سے انتظار کروں کہ وقت تمہیں خود سب کچھ سمجھا دے؟

" میں نے تمہارا بہت انتظار کیا

قلم اب رک چکا تھا۔ڈائری کے صفحات نم تھے۔

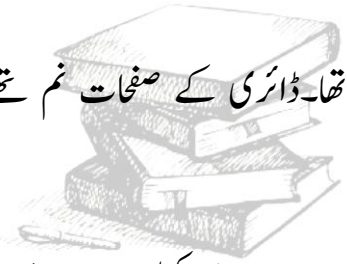

خدا نے دھیرے سے اسے بند کیا... اور سینے سے لگا لیا۔

NOVEL-E-MEHAR

یا اللہ... اب اگر یہ رشتہ میری زندگی میں واپس آیا ہے... "
تو اسے سچائی اور روشنی میں ڈھال دے... کوئی اور دھوکہ
نہ ہو... نہ اس کے لیے... نہ میرے لیے

"..... ....

....

کمرہ نیم تاریک تھا، .

، کھڑکی کے پردے سورج کی

NOVEL-E-MEHAR

روشنی کو اندر آنے سے روک رہے تھے،مگر ہلکی ہلکی شعاعیں ان کے کناروں سے پھسل کر کمرے کی دیواروں کو چھو رہی تھیں۔

بیڈ پر زیان آنکھیں موندے لیٹا تھا،

مگر نیند کوسوں دور تھی۔

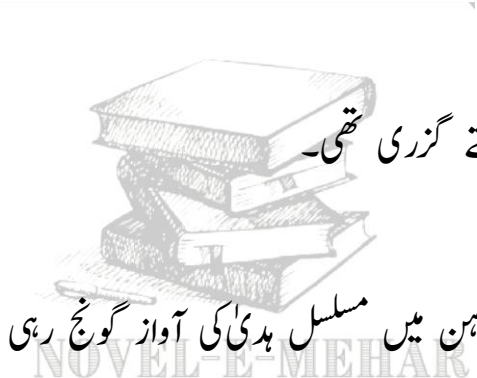

رات جاگتے گزری تھی۔

اس کے ذہن میں مسلسل ہدیٰ کی آواز گونج رہی تھی

کیا تم نے کبھی سوچا،تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کر کیوں "
گئی؟

کوئی ماں یوں نہیں جاتی، ...

...بغیر وجہ کے

بغیر بیٹے کو ساتھ لیے

وہ دھیرے سے آنکھیں کھولتا ہے۔چھت کو تکنے لگتا ہے جیسے وہاں کوئی جواب لکھا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟"اس نے زیر لب خود سے "پوچھا

اس نے کروٹ بدلی،اور بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا۔گھونٹ بھرا،مگر پیاس بجھنے کے بجائے دل میں خالی پن اور بڑھ گیا۔

کمرے میں ایک خاموشی تھی،مگر ذہن میں شور... یادیں... سوال... وہ آخری بار جب وہ اپنی ماں کو دیکھا تھا،دھندلی یاد کی طرح اس کے سامنے آتی ہے۔ایک روتی ہوئی عورت... کچھ کہتی... مگر الفاظ یاد نہیں۔

NOVEL-E-MEHAR

کیا وہ واقعی کسی اور کے لیے گئی تھی؟یا وہ... گئی ہی "نہیں؟"

ایک لمحہ رک کر وہ اٹھا۔الماری کی طرف گیا ایک پرانی دراز کھولی...

وہیں کہیں،ایک پرانی تصویر نکالی — ایک عورت کی،نرم سی مسکراہٹ لیے،گود میں ایک بچہ۔زینب شاہ،اس کی ماں۔

ماں..." اس نے دھیرے سے کہا تھا،جیسے برسوں بعد یہ " لفظ اس کی زبان سے نکلا ہو۔

اگر تم گئی تھیں... تو کیوں؟اور اگر تمہیں بھیجا گیا تھا... تو " "کس نے؟

وہ تصویر تھامے بیٹھ جاتا ہے۔سنّاٹا،اداسی،اور ایک شدید سوال اس کے وجود پر حاوی ہو جاتا ہے۔

کمرے میں موجود گھڑی کی سوئیاں جیسے ہر لمحہ ایک نیا سوال چبھوتی چلی جا رہی تھیں...

NOVEL-E-MEHAR

...اور پھر

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

زیان،بیٹا؟"باہر سے نازین بیگم (اس کی سوتیلی ماں) کی "
آواز آتی ہے۔

زیان نے جلدی سے تصویر واپس دراز میں رکھی
اسنے آنکھیں صاف کیں

جی... آ رہا ہوں۔"آواز میں عجیب سا بوجھ تھا،جو وہ "
۔ چھپانے کی ناکام کوشش کررہا تھا

NOVEL-E-MEHAR

دروازہ دھیرے سے کھلا۔نازین بیگم اندر داخل ہوئیں۔ان
کے ہاتھ میں کافی کا کپ تھا۔

زیان بیٹا،تم ٹھیک ہو؟آج تم بہت خاموش لگ رہے "
"ہو۔

زیان نے نظریں جھکائیں،بیڈ پر بیٹھا رہا۔

"جی... بس... تھک گیا ہوں شاید۔"

نازین آہستگی سے اس کے قریب آ کر بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

:زیان نے لمحہ بھر کے لیے سر اٹھایا،پھر آہستہ سے بولا

یونیورسٹی سے... ایک کلاس فیلو کا بتایا تھا آپکو ہدیٰ کا ...اسکا "
"پورا نام ہادیہ شاہ زمان ہے۔

نازین کا چہرہ لمحہ بھر کو سنجیدہ ہوا،پھر فوراً معمول پر آگیا۔

اچھا؟شاہ زمان... نام کچھ سنا سنا سا لگتا ہے۔"وہ نظریں چرا "
کر بولیں۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے ان کی طرف غور سے دیکھا،جیسے کچھ جاننے کی
کوشش کر رہا ہو۔

"کبھی ابو نے شاہ زمان نام لیا آپ کے سامنے؟"

نازین بیگم نے زبردستی مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا۔"نہیں "بیٹا،شاید تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے۔

خاموشی چھا گئی۔

پھر نازین نے کافی کا کپ اس کے سامنے رکھا۔"یہ کافی لے لو،ٹھنڈی ہوگئی ہوگی ۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے کپ تھاما،مگر پیے بغیر ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

امی..." وہ پہلی بار ان کے لیے "امی" کہہ کر بولا،" کبھی "
کبھی ایسا لگتا ہے جیسے زندگی میں بہت کچھ رہ گیا ہے
"جاننے کو۔

نازین بیگم نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

کچھ سوالوں کا جواب وقت دیتا ہے زیان... اور کچھ،انسان "
"خود تلاش کرتا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

تم نے پہلی بار امی پکارا ہے مجھے

میں اس لفظ کا حق ادا کر دیتی ہوں

شاہ زمان تمہارے ماموں کا نام ہے

اور اگر وہ لڑکی شاہ زمان کی بیٹی ہے

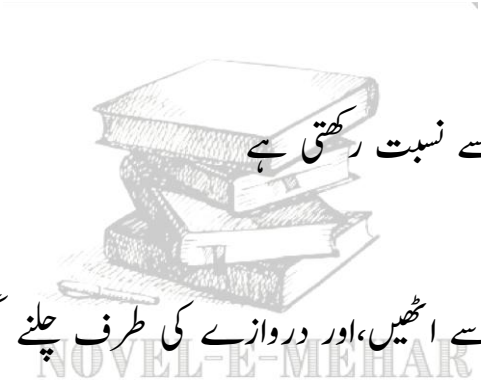

تو وہ تم سے نسبت رکھتی ہے

وہ آہستہ سے اٹھیں،اور دروازے کی طرف چلنے لگیں۔

NOVEL-E-MEHAR

دروازہ کھولتے وقت پلٹیں،اور دھیرے سے کہا:

تمہاری ماں جہاں بھی ہو... خوش ہو، یہ دعا مانگا کرو... کبھی "
"... کبھار

دروازہ بند ہوا۔زیان کچھ دیر دروازے کو تکتا رہا... اس پر حیرت انگیز انکشاف ہوا تھا وہ جسے آج کی محبت سمجھ رہا تھا

وہ اسکے برسو پہلے کی نسبت تھی

NOVEL-E-MEHAR

پھر اسکو سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی

وہ آہستہ سے بیڈ پر لیٹ گیا۔

تصویر ایک بار پھر اس کی نگاہوں کے سامنے آئی،ہدی کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجے:

"کوئی ماں یوں نہیں جاتی زیان... کوئی ماں... بغیر وجہ کے..."

کمرے میں صرف گھڑی کی ٹک ٹک باقی تھی،اور زیان، خاموشی سے نیند کی آغوش میں ڈھل گیا۔

فضا خاموش تھی،جیسے وقت کی سانسیں تھم گئی ہوں۔

یونیورسٹی کی بلند و بالا عمارت کے پیچھے غروب ہوتا سورج، نارنجی روشنی میں لپٹا آسمان،اور سبزے پر بکھرا سکوت... یہ لمحہ،زیان کی زندگی کا ایک نکتہء تبدیلی تھا۔

وہ یونی کے بعد اس کو ضروری بات کا بول کر ڈراپ کرنے گیا تھا

راستہ بھر وہ خاموش رہا،مگر ہدیٰ کی آنکھوں میں جھلکنے والا سکون اسے بےچین کیے جا رہا تھا۔جیسے وہ جانتی ہو وہ کون ہے۔جیسے وہ جانتی ہو،وہ کیا بن چکا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

راستے کے کنارے ایک خاموش بنچ پر بیٹھتے ہی زیان نے نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔

تم... تم ہادیہ شاہ زمان ہو نا؟مگر تم نے مجھے بتایا نہیں " کیوں؟

NOVEL-E-MEHAR

زیان کی آواز میں حیرت،شک،اور ماضی کی بازگشت گونج رہی تھی۔

ہدیٰ نے چند لمحے خاموشی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا، جیسے سالوں کا جواب ایک سانس میں سمیٹنے کی کوشش کر رہی ہو۔پھر آہستہ سے بولی:

جب تم نے مجھے پہلی بار 'ہدیٰ' کہا تھا،تب میں ہدیٰ بن گئی "
.. تھی،ہادیہ تو اوراق میں رہ گیا پھر کیا بتاتی

زیان کی بھنویں سمٹ گئیں،وہ جیسے اپنے اندر کے بچے کو تلاشنے لگا۔

"میں نے؟میں نے ایسا کب کہا؟"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں نیچے جھکا لیں۔

جب ہم بچپن میں ایک ساتھ کھیلا کرتے تھے... میں "
تمہاری ماموں کی بیٹی،ہادیہ... لیکن تمہیں ہادیہ بولنا نہیں آتا
تھا۔تم مجھے ہمیشہ 'ہدیٰ'ہی کہا کرتے تھے۔پھر... تم چلے
"گئے،اور دنیا مجھے ہدیٰ ہی کہنے لگی۔

زیان کی روح جیسے ایک جھٹکے سے باہر آ گئی ہو۔

اس کے اندر کچھ ٹوٹا،اور کچھ جڑنے لگا۔

NOVEL-E-MEHAR

"تمہیں کیسے معلوم ہوا... میں کون ہوں؟"

اس کی آواز جیسے ہوا میں بکھرتی چلی گئی۔

ہدیٰ نے آنکھیں اٹھائیں،اور گہری، سنجیدہ آواز میں بولی:

"مجھے تمہارے نام سے... زین العابدین احمد چوہدری۔"

وہ چونک گیا،جیسے دل کی دھڑکن رک گئی ہو۔

"زین العابدین... تمہیں کیسے پتا چلا؟"

جب ٹرپ کا ناموں والا نوٹس بورڈ دیکھا... اور تمہارا پورا " نام وہاں لکھا تھا۔میرے بابا... شاہ زمان کے بھتیجے کا نام۔

NOVEL-E-MEHAR

تب مجھے یقین ہو گیا،تم ہی وہ بچہ ہو جسے میری پھوپھو
"روتے روتے گود سے چھین لیا گیا تھا۔

زیان کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔کچھ پل وہ خاموش رہا۔
:پھر آہستہ سے بولا

"میں... میں زیان کیوں بنا؟"

NOVEL-E-MEHAR

:ہدیٰ کے لبوں پر ہلکی لرزش آئی،آواز گہری ہو گئی

جب تمہاری ماں کو چھوڑ دیا گیا۔جب تمہارا بچپن،تمہاری "
شناخت،تمہارا رشتہ... سب کچھ چھین لیا گیا۔تب تم زین

العابدین سے زیان بن گئے۔تمہارا نام اس لیے بدلا گیا...
تاکہ تمہیں کوئی ڈھونڈ نہ سکے۔تاکہ ہم تمہیں نہ ڈھونڈ
"سکیں۔

زیان کا دل جیسے چیخنے لگا۔

"تم... تم کہہ رہی ہو کہ میری ماں نے مجھے نہیں چھوڑا؟"

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ کی آنکھوں میں آنسو جھلملا اٹھے۔

کبھی سوچا کیوں تمہیں سچ نہیں بتایا گیا؟کیوں تمہارے "
دل میں ماں کے لیے نفرت کا بیج بویا گیا؟

تم جھوٹ بول رہی ہو میرے بابا میرے ساتھ کیوں
جھوٹ بولیں گے وہ مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ کیوں کہیں گے
کہ میری ماں کسی اور مرد کے لیے مجھے اور ان کو چھوڑ کر
"چلی گئی

NOVEL-E-MEHAR

میرے ماں بھی دھوکا تھی،
، تم بھی دھوکا ہو

تو کچھ دھوکہ ہے۔

ہر شخص دھوکا ہے،

مجھے تم سے بات نہیں کرنی،

مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔

کوشش کرو زیان... کوشش کرو۔اپنے دماغ کو کھولو،سوال " کرو... اور سچ تک پہنچو۔ہر کوئی دھوکہ نہیں دیتا۔تمہیں لگتا تھا کے چھوٹی امی نے دھوکہ دیا... اب تمہیں لگتا ہے میں نے۔ہر بار عورت ہی کیوں تمہارے لیے دھوکے کی نشانی "بنے؟

زیان خاموش تھا۔ہدیٰ نے آہستہ سے اپنا دوپٹہ درست کیا، کھڑی ہوئی اور ایک سرد نگاہ اس پر ڈال کر کہا:

"جب تم تیار ہو سچ کا سامنا کرنے کے لیے،تب واپس آنا..."

اور وہ وہاں سے چلی گئی۔زیان وہیں،بنچ پر،خاموش،پتھر کی طرح بیٹھا رہ گیا۔ہوا کی ہلکی سرد لہر نے اسے چھو

NOVEL-E-MEHAR

وہ شام،جس کی گود میں سچ چھپا تھا،آہستہ آہستہ رات میں بدلنے لگی۔ہدیٰ کی باتوں نے زیان کے دل کو کاٹ کر رکھ دیا تھا — جیسے برسوں سے ایک بند دروازے کے پیچھے

پڑی حقیقت کی چابیاں کسی نے اس کی مٹھی میں تھما دی ہوں۔

اس کی گاڑی یونی سے سیدھا واپس ڈی ایچ اے کی طرف دوڑ رہی تھی،لیکن اس بار رفتار میں غصہ تھا،دکھ تھا... اور سوال تھے۔

گھر کے دروازے سے داخل ہوتے ہی،اس نے اپنی ساری تہذیب اتار پھینکی۔

"بابا!"

اس کی آواز میں وہی کپکپاہٹ تھی جو اندر دبی آگ کو ظاہر کرتی ہے۔

چوہدری احمد لاؤنج میں بیٹھے کوئی فائل دیکھ رہے تھے،نظر کا چشمہ ناک کے آخری کنارے پر جما ہوا تھا۔وہ چونک گئے۔

"—زیان؟تم اس وقت"

NOVEL-E-MEHAR

"میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں،بابا... سچ،بس سچ۔"

زیان کی آنکھوں میں نمی تھی اور لبوں پر شدت۔

چوہدری صاحب نے فائل ایک طرف رکھی،گہری سانس لی۔

"بیٹھو بیٹا،بات کرو۔"

"نہیں،بیٹھنے کا وقت نہیں۔بولنے اور سننے کا وقت ہے۔"

NOVEL-E-MEHAR

کمرے میں لمحہ بھر کے لیے سناٹا چھا گیا۔

"بابا،میرے نام میں سے زین العابدین کیوں نکالا گیا؟"

چوہدری صاحب کے چہرے کا رنگ بدل گیا،جیسے کسی نے اندر سے سب کچھ جھنجھوڑ دیا ہو۔

"——یہ... یہ تمہیں کیسے"

"بس یہ بتا دیں،کیوں؟"

خاموشی۔

NOVEL-E-MEHAR

بابا،آپ نے مجھے ہمیشہ بتایا کہ میری ماں مجھے چھوڑ کر "چلی گئی... کیوں؟کیا یہ بھی جھوٹ تھا؟"

چوہدری صاحب نے نظریں چرائیں،اور پھر آہستہ سے بولے:

"تم بہت چھوٹے تھے،زیان۔تمہیں سنبھالنا،تمہیں پرسکون رکھنا... میرے لیے یہی بہتر تھا کہ تم اسے بھول جاؤ۔"

"مگر کیوں بابا؟مجھے میری ماں سے جدا کیوں کیا گیا؟کیا وہ گناہگار تھی؟"

NOVEL-E-MEHAR

چوہدری صاحب کا گلا رندھ گیا۔

ہاں تھی

..

"آپ کی مرضی؟یا اس کی زندگی کا فیصلہ؟"

زیان کی آواز اب کپکپا رہی تھی،آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

NOVEL-E-MEHAR

آپ نے میرا نام بدل کر مجھے رشتوں سے محروم کر دیا... "
آپ نے مجھے سچ سے محروم کر دیا۔کیا آپ جانتے ہیں بابا،
میں اپنی ماں کو صرف خوابوں میں دیکھتا تھا؟اور ہدیٰ... ہدیٰ
"نے مجھے وہ سب بتایا،جو آپ نے چھپایا۔

چوہدری صاحب سر جھکا کر بیٹھے تھے،جیسے کسی عدالت میں مجرم بنے ہوں۔

زیان پلٹا،آنسو پونچھے،اور آہستہ سے بولا:

" اب میں جا رہا ہوں بابا۔اپنا آپ ڈھونڈنے،اپنی ماں کو ڈھونڈنے،اوررات نے اپنی سیاہی میں ایک چیخ سمیٹ لی تھی۔

زیان کے قدم،دروازے کی چوکھٹ سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھے۔

ہاتھ میں ایک بیگ... اور دل میں وہ سارا وزن جو برسوں سے اس پر لدا تھا۔

گاڑی کا دروازہ بند ہوا۔

انجن کی آواز چپ چاپ رات کے سینے میں اتر گئی۔

NOVEL-E-MEHAR

چودری احمد صاحب وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے انکی زندگی کا اثاثہ ان کا واحد اکلوتا بیٹا گھر،ان کے پیسے،

اور ان کو چھوڑ کر جا چکا تھا

...وہ خاموش تھا

اس کی نگاہیں شہر کے چمکتے بلبوں سے بھری سڑکوں کو نہیں دیکھ رہیں تھیں،

بلکہ اس ویرانی کو گھور رہیں تھیں جو دل میں بس چکی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

...کبھی کسی نے پوچھا بھی"

کہ تم کیسے ہو،زیان؟

یا شاید... زین العابدین؟

"

اخر کون ہوں میں زین یا زیان ہر شخص نے اس سے
جھوٹ بولا ہر کسی نے دھوکے میں رکھا کیا ابھی تک
صرف میں جوتی زندگی جی رہا تھا یا اللہ میری مدد فرما جی
سچ تک پہنچنے کے لیے مت دے یا اللہ مجھے حقیقت دکھا یا
میرے رب مجھے جھوٹی اور بری دنیا سے نکال وہ انہیں
سوچو میں اپنی گاڑی کو مری کے راستوں پر ڈال چکا تھا

گاڑی مری کی طرف بل کھاتی سڑکوں پر جا رہی تھی۔اسے کوئی در نہ ملا وہ بے ساختہ سفر کرتا ایک مقام پر پہنچا

...وہی درگاہ... وہی چوکھٹ

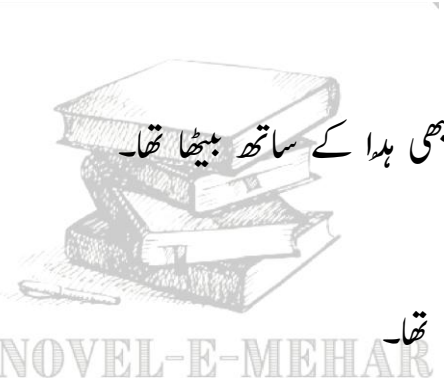
NOVEL-E-MEHAR

جہاں وہ کبھی ہدا کے ساتھ بیٹھا تھا۔

اب وہ تنہا تھا۔

...درگاہ کی سیڑھیاں

...ہوا کی سرد سرسراہٹ

...مٹی کی خوشبو

اور کچھ ان کہی دعائیں... جو لبوں پر آتے آتے آنکھوں سے بہہ گئیں۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ درگاہ کے صحن میں بیٹھا۔

نگاہیں جھکی ہوئیں،دل لرزتا ہوا۔

"یا اللہ...!

میں کس دروازے پر آیا ہوں؟

...میں سب کچھ ہار آیا ہوں

...میری ماں... میرا رشتہ

...میری پہچان

NOVEL-E-MEHAR

"!سب کچھ

خاموش... روتا ہوا۔

کسی فقیر کی صدا آئی:

"یہاں جو روئے،وہ خالی نہیں جاتا...

یہاں جو ٹوٹے،وہ جُڑتا ہے...

یہاں جو بکھرے،وہ سمیٹا جاتا ہے۔"

NOVEL-E-MEHAR

زیان کی آنکھیں بند تھیں۔

جو اپنے رب سے اپنا کھویا ہوا وجود مانگ رہا تھا۔

۔۔۔۔

لبوں پر ہلکی سی کپکپاہٹ،

۔۔۔۔ دل میں وہی سوال

"کیوں؟آخر کیوں؟"

NOVEL-E-MEHAR

تبھی...

ایک جھریوں والا ہاتھ اس کے شانے پر آہستہ سے پڑا۔

"...پُتر"

کسی نے نرم لہجے میں پکارا۔

زیان نے سر اٹھایا۔

سامنے سفید ریش،خاکی کُرتے میں ایک فقیر کھڑا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

آنکھوں میں وہ روشنی تھی جو صرف اللہ والوں کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔

"کیوں رو رہا ہے؟"

زیان نے بمشکل کہا،

"...سب کچھ کھو دیا"

فقیر بیٹھ گیا،

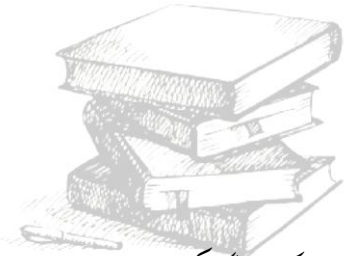

درگاہ کے ستون سے ٹیک لگا کر۔

NOVEL-E-MEHAR

اللہ کے ہاں آنے والا کبھی خالی نہیں لوٹتا،"

"بس پہلے خالی ہونا پڑتا ہے۔

زیان خاموش رہا۔

فقیر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری،

کبھی سنا ہے کہ رب کسی کو آزمائے بغیر قریب کر لیتا "
"ہو؟

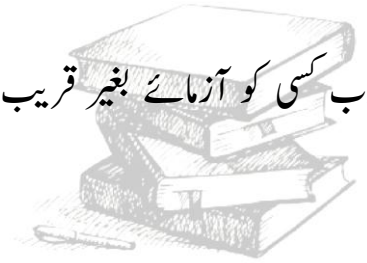
NOVEL-E-MEHAR

زیان کے ہونٹ لرزے،

...میرے ساتھ سب جھوٹ بولتے رہے"

"...میری ماں... میری شناخت... سب کچھ چھین لیا گیا

:فقیر نے آہستہ کہا

کبھی رب سے پوچھا؟"

"کہ وہ خاموش کیوں رہا؟

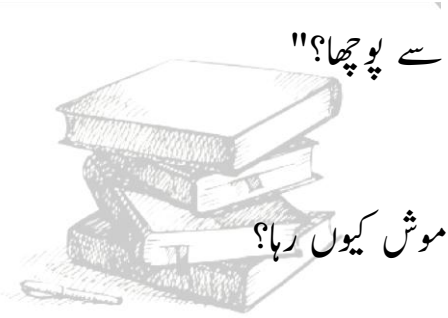
NOVEL-E-MEHAR

زیان کے اندر جیسے کچھ ہل گیا۔

...رب خاموش نہیں رہتا،پُتر"

"بس ہم شور میں سن نہیں پاتے۔

"تو اب؟"

زیان نے بے بسی سے پوچھا،

"میں کیا کروں؟کہاں جاؤں؟"

NOVEL-E-MEHAR

:فقیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"یہیں رہ...

...آج رات

...سجدوں کی پناہ لے

کل صبح جو فجر کی ہوا چلے گی،

"وہ تیرے اندر کے زخموں کو مرہم دے گی۔

NOVEL-E-MEHAR

رات گہری ہو گئی۔

فقیر نے زیان کو اپنے ساتھ حجرے میں جگہ دے دی۔

دو چادریں،ایک مٹی کا چراغ،

:اور فقیر کی مدھم آواز میں پڑھا جانے والا کوئی پرانا کلام

اللہ سے دل لگایا تو درد آسان ہو گئے"

"دل جو بکھرا تھا،اب قرآن کی بانہوں میں سو گیا

NOVEL-E-MEHAR

زیان آنکھیں بند کر کے سنتا رہا۔

پہلی بار دل نے سکون کی ہلکی سی سانس لی۔

...رات یونہی بیت گئی

...چراغ ٹمٹما رہا تھا

اور زیان نیند میں نہیں،کشمکش میں مبتلا تھا

"فجر کا آغاز"

NOVEL-E-MEHAR

صبح کی روشنی آہستہ آہستہ درگاہ کے احاطے میں پھیلنے لگی۔

چاند کی روشنی مدھم ہو چکی تھی،اور صبح کی ٹھنڈی ہوا میں ایک نئی زندگی کی مہک تھی۔

زیان آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے،اور ایک عجب سکون اس کے اندر گہرا ہوتا ہے۔

یہ وہ سکون تھا،جسے وہ کبھی خوابوں میں بھی نہ پا سکا تھا۔

فقیر کا کمرہ ایک طرف سے کھلا ہوا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

باہر درگاہ کی اذان کی آواز بلند ہو رہی تھی۔

فقیر کو جاگتے ہوئے دیکھ کر زیان اٹھا،پھر آہستہ آہستہ وہ بھی نماز کے لیے تیار ہو گیا۔

یاد رکھ،"فقیر نے نرم آواز میں کہا،"نماز سے دل کی "
صفائی ہوتی ہے۔

جو بے چین ہوتا ہے،وہ فجر کے بعد سکون میں ڈوبتا
"ہے۔

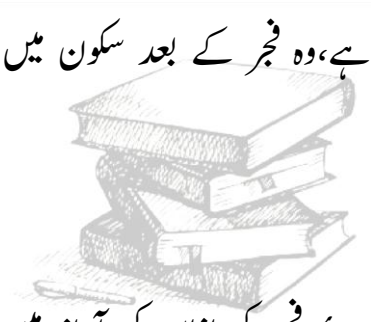

زیان سر ہلاتے ہوئے فجر کی اذان کی آواز میں کھڑا ہو
گیا۔

دریا کے کنارے کی طرح،جس کے کنارے چاند کی نرم
روشنی میں چمک رہے ہوں،

ویسے ہی وہ اپنے دل کی روشنی کو محسوس کر رہا تھا۔

ایک خاموشی،جو دل کے اندر جاکر پھر باہر نکل آئی۔

نماز کے بعد،وہ واپس فقیر کے پاس گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

فقیر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

"تُو یہاں تک آیا ہے،لیکن ابھی سفر کا آغاز ہے۔"

زیان نے چونک کر فقیر کی طرف دیکھا۔

اب تُو نے اپنے دل کو کھولا ہے،اللہ کی پناہ میں آ گیا "
ہے۔

تیرا راستہ بس اسی کے ساتھ جڑے گا۔

"آگے تجھے دلی سکون کے لیے اپنے سفر کو مکمل کرنا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

:زیان نے آہستہ سے کہا

"...میرے اندر ایک سوال ہے"

:فقیر مسکراتے ہوئے بولا

سب سوالوں کے جواب اللہ والوں کی خوشبو میں چھپے "
ہیں،پُتر۔

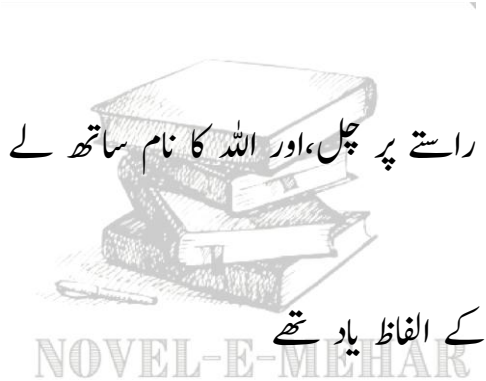
NOVEL-E-MEHAR

"بس اس راستے پر چل،اور اللہ کا نام ساتھ لے
.اسے ہدا کے الفاظ یاد تھے

میں نے بہت انتظار کیا تمہارا

مگر تم میرے لائک نہیں

زیان نے فیصلہ کیا کہ وہ دنیا کے مختلف حصوں میں جائے گا،

جہاں جہاں روحانیت کا سکون ملتا ہو،جہاں کے لوگ اللہ کے قریب ہوں۔

NOVEL-E-MEHAR

یہ ایک لمبا سفر تھا — ایک ایسا سفر جو اس کے روحانی تناؤ کو ختم کر رہا تھا۔

فقیر نے زیان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور ایک سفری تھیلا - اس کے حوالے کیا۔

"یہ راستہ لمبا ہے،لیکن تیری طلب سچی ہے۔"

فقیر کی آنکھوں میں وہ چمک تھی،جو صرف خدا والے رکھتے ہیں۔

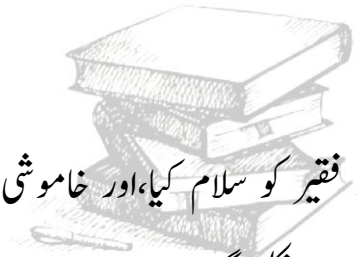

زیان نے دل سے فقیر کو سلام کیا،اور خاموشی سے درگاہ کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

قدموں کی چاپ،دل کی دھڑکن اور آنکھوں میں بے شمار سوال۔

یہ ایک مسافر تھا جو کسی مخصوص منزل کے لیے نہیں،

بلکہ اپنے رب کی طرف،اپنے گمشدہ سکون کی طرف جا رہا تھا۔

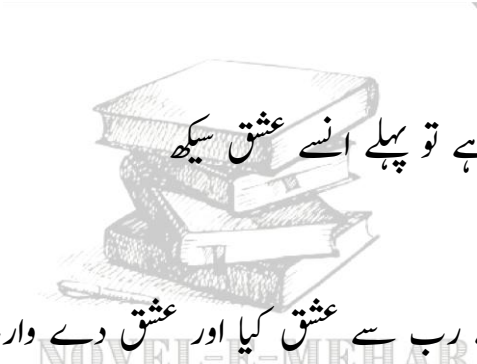

عشق پانا ہے تو پہلے انسے عشق سیکھ

جنہوں نے رب سے عشق کیا اور عشق دے وارث بنے

۔)

زیان نے وہ شعر کئی بار دل میں دہرایا۔

"کھیوڑے کے کنارے، عشق کا مزار —— وارث شاہؒ"

۔ سورج غروب ہو رہا تھا

پنجاب کی سرزمین پر،

قصور اور شیخوپورہ کے درمیان،

NOVEL-E-MEHAR

ایک چھوٹے سے قصبے

جنڈیالہ شیر خان میں،

زیان کی گاڑی سڑک سے مٹی کے راستے میں مڑتی تھی۔

دھول اڑی۔

سامنے دربار وارث شاہؒ کی عمارت دکھائی دی—— سادہ،پرانی مگر روحانی جاذبیت سے بھری۔

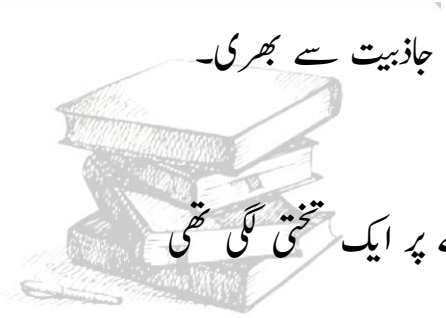

دروازے پر ایک تختی لگی تھی :

NOVEL-E-MEHAR

"وارث شاہ —— عشق دا وارث،درد دا راہی،قلم دا مجذوب"

زیان آہستگی سے اندر داخل ہوتا ہے۔صحن میں خاموشی چھائی ہے۔بس دور کہیں قوالی کی آواز مدھم تھی:

"...جے عشق ویکھنا ہووے،وارث شاہ ول ویکھو"

ایک نوجوان دربار کے ساتھ بیٹھا ہوا،ہاتھ میں پرانا سا کتابچہ لیے کچھ پڑھ رہا تھا۔زیان اُس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

NOVEL-E-MEHAR

(زیان (نرمی سے اسکے پاس بیٹھ گیا

"یہ وارث شاہ کون تھے؟"

(نوجوان نے (کتاب بند کر کے،گہری آواز میں

وارث شاہؒ؟وہ جو عشق لکھ گیا... مگر خود عشق بن گیا۔وہ "
جو حرف سے سچ نکال لایا۔اس نے ہی۔ر کے پردے میں
عشقِ الٰہی کی وہ داستان لکھی جو آج بھی رُوحوں کو جگاتی ہے
"

NOVEL-E-MEHAR

(زیان (حیرت سے

"مگر ہی۔ر تو ایک لو سٹوری ہے؟"

(نوجوان (مسکرا کر

لو سٹوری؟سچ میں؟"

ہی۔ر کا درد،دراصل بندے اور رب کی وہ تلاش ہے جسے وارث شاہ نے لفظوں میں بند کیا۔

اُس نے دریا نہیں لکھے،بندے کا باطن لکھا۔را

NOVEL-E-MEHAR

ہیر کا ظاہری فقر،اصل میں 'لا فانی وصال' کی تلاش تھی۔"

زیان خاموش ہو گیا۔دربار کے ساتھ بنی ایک دیوار پر وارث شاہ کا شعر لکھا تھا :

جے توں عشق کمائیاں، سجن ملیسیں ضرور"
"جے توں کھیڈیں عشق دی، لبھی لبھی تھکیں ضرور

یہ آستانہ... کاغذ کا مزار نہیں، یہ اُس عشق کی قباء ہے "
جسے دنیا نے سمجھا نہیں۔وارث شاہ کا قلم ہی اُس کا دربار
"ہے،اور وہ قلم آج بھی دلوں پر چلتا ہے۔

(زیان (دھیرے سے

"پھر یہاں آ کر لوگ کیا مانگتے ہیں؟"

یہاں لوگ کچھ نہیں مانگتے،یہاں لوگ خود کو کھوتے "
ہیں۔تاکہ سچ کو پا سکیں۔"خیر بھائی جان آپ کدھر سے
آئے ہو

میرا نام زیان ہے یا زین ہے

NOVEL-E-MEHAR

او تو لگتا ہے اپنی تلاش میں ہیں خیر میں ہوں عبداللہ میں
مسافر ہوں

عشق والوں کو ملنا اچھا لگتا ہے

اسی سلسلے میں میں وارث شاہ آیا

اور تم عبداللہ نے سوال کیا؟

میں بھی ایسا ہی مسافر

NOVEL-E-MEHAR

اچھا آگے کدھر؟

کچھ پتا نہیں عبداللہ بھائی

زیان نے آہستگی سے بولا

تو چلو زیان میرے رفیق بن جاؤ

چلو اٹھو وارث کو سلام کر کے چلتے ہیں

.....اگلے سفر

NOVEL-E-MEHAR

ملتان: شاہ رکنِ عالم

اس کے بعد،زیان اور عبداللہ کا رخ ملتان کی طرف ہوا۔

گاڑی میں خاموش بیٹھا،اور آنکھوں میں سوال۔

شاہ رکنِ عالم کے مزار پر عبداللہ کے ساتھ وہ کچھ دن رہا

عبداللہ کی

آنکھیں نیلی تھیں،اور آواز میں دھیما وقار۔

وہ زیان سے ایسے بات کرتا جیسے برسوں سے جانتا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

کبھی کبھی اللہ انسان کو تنہا کرتا ہے،"

"تاکہ وہ اسے جان سکے،نہ کہ انسانوں کو۔

عبداللہ نے کہا۔

وہ رات زیان نے اور عبداللہ مزار کے صحن میں گزاری،
فرش پر،آسمان کے نیچے۔

وہ آسمان کے ستاروں سے باتیں کرتا رہا،اور دل میں ایک
نئ شفافیت محسوس ہوئی۔

NOVEL-E-MEHAR

اس نے عبداللہ کی مدد سے

قرآن کے چند اشعار ترجمے

سمیت یاد کیئے

اسے وہ دن یاد تھا جب وہ

ہدا کے آگے کچھ بول نا سکا تھا

کیوں کے اسے قرآن سکھایا

ہی نہیں گیا تھا

NOVEL-E-MEHAR

اور اللہ اس کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع "
"کرے۔

(القرآن)

پر سکون۔

اس دن کے بعد جیسے فرض کی زندگی بن چکا تھا اسے سکون ملنے لگا تھا اللہ والوں کی خوشبو پہچان وہ عبداللہ کے ساتھ کبھی کسی استانے پر کبھی کسی جگہ پر تو کبھی کسی دربار پر ملتا وہ یوں ہی خدا کے یاروں سے ملتا ان کے بارے میں جانتا چلتا پہچانتا پورا پنجاب چھان چکا تھا بھول چکا تھا

کہ وہ زیان احمد چوہری تھا یہ وہی زیان احمد تھا جس کے چہرے سے کبھی غرور نہ گیا تھا یہ وہی زیان احمد تھا جو اترا کر اپنا نام بتاتا تھا جسے اج ایک محبت ایک چاہت اللہ سے جڑنے کے راستے پر لے ائی تھی وہ دنیا سے کٹ کر رہنا چاہتا تھا

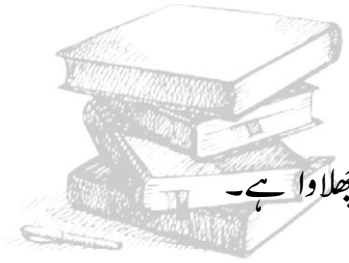

NOVEL-E-MEHAR

یہ دنیا دھوپ کا چھلاوا ہے۔

اسی لیے میں تیری چھاؤں

،کی تلاش میں نکلا ہوں۔

یا میرے خدا اس کے،

دل سے اسے ڈال لی تھی کاش وہ ایسے درباروں ولیوں سے ملتا جلتا کبھی اللہ سے جان ملے یہ سب سوچتے اسے کب دربار کی ٹھنڈے فرش پر سکون کی نیند آ گئی اسے پتہ .....ہی نہیں چلا،

NOVEL-E-MEHAR

قصور_بلھے شاہ

قصور کے اندرون علاقے کی تنگ گلیاں،اونٹ گاڑیاں،چائے کی دکانیں،بچے کبوتر اڑا رہے ہیں۔

زیان کی گاڑی ایک پرانے دروازے کے سامنے رُکی جس کے اوپر لکھا تھا:

"بابا بلھے شاہؒ۔۔۔۔مرشد عشقاں دے"

زیان نے اتارتے ہی ایک گہری خاموشی محسوس کی۔

سامنے مٹی کے صحن میں لوگ جوتے اتار رہے تھے،کچھ ، دروازے پر سلام کر رہے تھے

اور کچھ فقیر دھمال میں مشغول۔

NOVEL-E-MEHAR

بلھا کی جاناں میں کون؟"

بلھے شاہ دا دربار اے،عشقیاں دی بستی اے۔

جے رسم نمانی اے،تے عشق سکھنا اے — تے ایہو جگہ اے۔"

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے عبداللہ

"کو پکارا ... یہ کون سا عشق ہے؟

زیان خاموش تھا)

عبداللہ نے کہا

:بلھا کہندا"

...علموں بس کریں او یار،اک الف تیرے درکار

"بس اک 'الف' سمجھ آ جائے،باقی سب فالتو۔

(زیان (دل میں لرزش محسوس کرتا ہے

"تو کیا... سب چھوڑ دینا چاہیے؟"

(عبداللہ (دھیرے سے ہنستا ہے

چھوڑنا کچھ نئیں،..بس جو جھوٹ ہے،اوہ چھڈ دے۔"

دل نوں سچا کر،باقی راہ خود کھل جائے گی۔

تُو کیا ڈھونڈھنا چاہتا اے؟

NOVEL-E-MEHAR

—— پھر پہلا سوال ہے

"بلھا کی جاناں میں کون؟"

(فضا میں دھمال اور قوالی کی آواز گونج رہی تھی):

"...بلھا کی جاناں میں کون"

زیان کی آنکھیں بند ہو گئی تھی۔ایک لمحہ جیسے وقت تھم گیا ہو۔اسے محسوس ہوا جیسے وہ خود سے پہلی بار مل رہا ہے۔دربار کے اندر گیا مزار پر جا کر ہاتھ اٹھائے اور دعا کرنے لگا،یا میرے اللہ تو،اپنے اس محبوب بندے کے صدقے،یا میرے رب مجھ سچائی دکھا،یا میرے رب مجھے روشنی دکھا،اے میرے رب مجھے،ہدایت کے راستے پہ چلا۔ امین .....

کراچی: عبداللہ شاہ غازی

شمال سے جنوب کی طرف رخ کرتے ہوئے،وہ کراچی پہنچے

۔

بحرِ عرب کے ساحل پر واقع دربار — عبداللہ شاہ غازی۔

NOVEL-E-MEHAR

یہاں سمندر کی ہوا،اور مزار کی خاموشی نے اس کے اندر

کا شور کم کر دیا۔

شام کے وقت وہ مزار کے باہر بیٹھ کر دریا کی طرف دیکھتا رہا۔

فقیروں کی آوازوں میں وجدانی کلام تھا۔

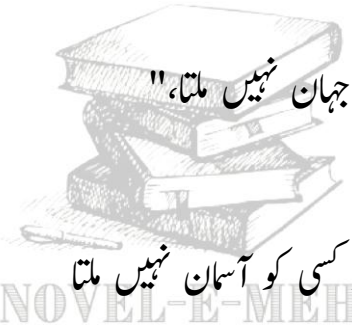

کبھی کسی کو مکمل جہان نہیں ملتا،"

"...کسی کو زمین،تو کسی کو آسمان نہیں ملتا

یہ مصرعے اس کے دل پر نقش ہو رہے تھےذیان خاموشی سے بیٹھا تھا،آنکھوں میں سوال،دل میں اضطراب۔

(عبداللہ (مدھم،پُرسکون لہجہ

"تُو جانتا ہے کہاں بیٹھا ہے؟یہ عام زمین نہیں،یہ وہ ..."
"مقام ہے جہاں خاک بھی دعا بن جاتی ہے۔

(ذیان (مدھم آواز میں

"یہ دربار... بس نام سُنا تھا،آج تم کھینچ لایا۔"

(عبداللہ (تبسم کے ساتھ

NOVEL-E-MEHAR

یہ حضرت عبد اللہ شاہ غازیؒ کا آستانہ ہے،مدینے والے "
...حسنی سید

امام حسنؑ کی نسل سے۔

صدیوں پہلے،جب یہ

زمین ویران تھی،

وہ سمندر پار کر کے آئے،

دین کے چراغ جلائیے

NOVEL-E-MEHAR

کہتے ہیں،ان کے قدموں کی برکت سے یہ زمین آباد "
ہوئی۔اُنہیں شہید کیا گیا،مگر اللہ نے ان کا چراغ کبھی بجھنے
نہ دیا۔یہ سبز گنبد،یہ صدا دیتا جھنڈا،یہ پھولوں کی خوشبو...
"سب اُن کی ولایت کی گواہی ہے۔

(ذیان (دھیما سانس لیتا ہے

NOVEL-E-MEHAR

"لوگ یہاں کیوں آتے ہیں؟"

عبداللہ)

سکون کی تلاش میں۔کوئی مراد لے کر،کوئی بچھڑوں کی " یاد میں،کوئی بخشش مانگنے،اور کچھ... بس محبت میں

ہر جمعرات،یہاں قوال آتے ہیں،درود،سلام،اور عشق کی " زبان میں رب سے جُڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔لنگر چلتا ہے،مائیں بچوں کے ہاتھ پکڑے دعائیں کرتی ہیں،اور "سمندر... ہاں،یہ سمندر بھی شاہ غازیؒ کا مرید ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

(ذیان (چونک کر

"کیسا مرید؟"

عبداللہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا

" کہتے ہیں،جب کبھی طوفان آتا ہے نا... تو یہ دربار اُس کے سامنے دیوار بن جاتا ہے۔کراچی کو بچانے والا،یہی آستانہ ہے۔"

" جب تُو یہاں بیٹھا ہے،تو سمجھ کہ تُو خالی نہیں... یہ وہ جگہ ہے جہاں سوال کرنے سے پہلے جواب نازل ہو جاتے ہیں۔"

NOVEL-E-MEHAR

رات کے آخری پہر کا وقت تھا۔کراچی کے ساحل کی ٹھنڈی ہوائیں زیان کے کمرے کے دریچوں سے اندر داخل ہو رہی تھیں۔

ایک طرف کچھ تہہ شدہ کپڑے،دوسری طرف کچھ کتابیں، ایک جائے نماز،ایک تسبیح... اور الماری کے نچلے خانے میں وہ ایک چیز جسے وہ برسوں بھول جانا چاہتا تھا — وہی ڈائری۔

NOVEL-E-MEHAR

سامان سمیٹتے ہوئے جب اس نے دراز کھولی،تو اچانک اُس کی نظر ایک سرخ جلد والی ڈائری پر پڑی۔

اس کے ہاتھ وہیں رک گئے۔

ڈائری؟ہدا کی ڈائری"

۔ وہ تو بھول چکا تھا اسے کے یہ بھی وہ ساتھ لایا تھا

کچھ لمحے وہ وہیں خاموش کھڑا رہا،جیسے آنکھیں سوال کر رہی ہوں ——

NOVEL-E-MEHAR

پڑھوں؟نہ پڑھوں؟کیا اب کچھ باقی ہے؟

پھر اُس کی نظر ڈائری کے کنارے پر لکھے ایک جملے پر
— پڑی

"ہدا — ہدایت کی طلبگار"

دل جیسے جھنجھنا سا گیا۔ایک ہلکی سی کپکپی اس کی انگلیوں سے ہوتے ہوئے دل میں اتر گئی۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ آہستہ سے بیٹھ گیا۔عبداللہ یہ اسکی ڈائری ہے جو مجھے اپنے قابل نہیں سمجھتی

مگر تمنے تو کہا تھا وہ تمہاری نسبت میں ہی ہے اب تک
ھممممم وہ تو ہے ۔

:زیان نے آخر ڈائری کھولی۔صفحہ نمبر ایک

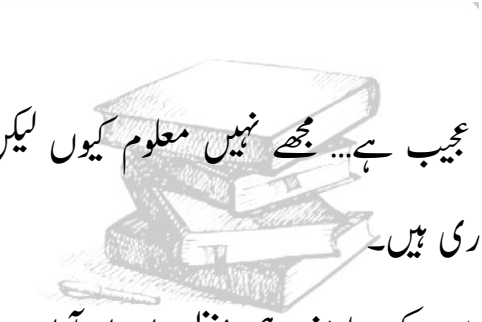

آج کا دن عجیب ہے... مجھے نہیں معلوم کیوں لیکن میری "
سانسیں بھاری ہیں۔
میری آنکھوں کے سامنے وہی منظر بار بار آتا ہے۔
جب چھوٹی پھوپھو نے میرے ہاتھ کو اس کے ننھے ہاتھوں
میں تھمایا،اور کہا: 'زین،یہ تمہاری ہدا ہے... اپنی جان کی
'طرح رکھنا۔

؟...وہ دن میرے لیے معصومیت کا دن تھا۔اور آج

کیا ہم سب وہیں کے وہیں کھڑے ہیں یا کہیں بہت دور جا

"چکے؟

زیان کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی۔اس نے ڈائری کے

اوراق پلٹنے شروع کیے۔

NOVEL-E-MEHAR

.....پڑھتے پڑھتے اسکے ہاتھ ایک صفحے پر تھم گئے

...میں بلیک گاڑیوں سے ڈرنے لگی ہوں"

...

وہ دن آیا تھا،اور زینب پھوپھو اعتماد کے نام پر دھوکے کے سفر پر نکلی تھی...

جب انہوں نے صرف ایک مرد کی زد کی وجہ سے اپنی اولاد کھو دی

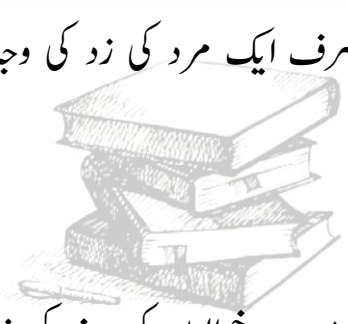

جب وہ کالی گاڑی میرے خوابوں کو روند کر زین کو لے کر چلی گئی۔

وہ دن میری روح پر آج بھی گہرے زخم ہیں۔

وہ پڑھتے رونے لگا وہ جانے کب سے اسکے انتظار میں تھی

میں جانتی ہوں،اللہ جی وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اسے دھوکہ دیا۔

لیکن آپ تو سب جانتے ہو جس دن ہم درگاہ پر ملے،

اُسی دن مجھے پتہ چلا کہ وہ زین ہے زین العابدین چوہدری... میری پھوپھو کا بیٹا!"

صفحات جیسے لہو میں ڈوبے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR

الفاظ جیسے آہوں سے بھیگے ہوئے تھے۔

میرے بابا کے چہرے پر جب اسکا نام لیا،تو ان کا ردعمل "
سب کچھ کہہ گیا۔
تب جانا... کہ وہ وہی ہے جو بچپن میں مجھے ہدا کہا کرتا
تھا۔
کیونکہ 'ہادیہ' بولنا اسے نہیں آتا تھا۔
— اسکے بعد سب نے مجھے ہدا کہنا شروع کیا
"ہادیہ صرف دستاویز میں رہ گئی،اور ہدا دل میں بس گئی۔

زیان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

وہ صفحہ بند نہیں کر پا رہا تھا۔

"چھوٹی امی...

جنہیں سب نے چھوڑ دیا،جنہیں حادثہ سمجھ کر کونے میں رکھ دیا،

وہ آج بھی میرے لیے ماں ہیں۔

ان کا چہرہ دیکھ کر میرا دل جلتا ہے۔

یا اللہ،میری امی کو ٹھیک کردے مجھے ان سے ملا دے۔

میں نے اسے پھر سے کھو دیا،اب چھوٹی امی کو کھونا نہیں چاہتی۔"

ایک لمحے کو زیان کے ہاتھ لرزنے لگے۔

"میں...؟میں اُس کا مجرم ہوں؟"

...میری ماں میرے انتظار میں تڑپتی رہی"

"اور میں...؟میں گُمان کرتا رہا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی؟

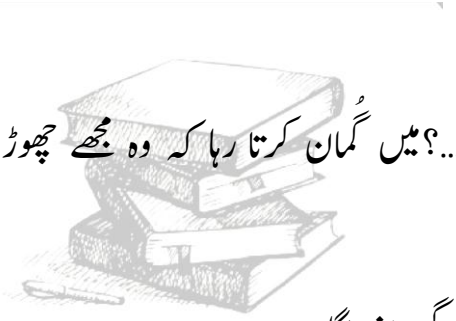
NOVEL-E-MEHAR

اس کا سر گھومنے لگا۔

آنکھیں بند کیں،تو ہدا کا چہرہ یاد آیا۔

پھر چھوٹی امی کا چہرہ... جو ساکت تھا،بے جان سا۔

وہ بے ساختہ اٹھا۔دل میں ایک ہی صدا تھی:

مجھے واپس جانا ہے... عبداللہ میں نے بہت دیر کر دی۔"

زیان نے ڈائری بند کی۔

آنکھوں میں آنسو نہیں...

دل میں ہول... حلق میں گھٹتی ہوئی چیخ...

NOVEL-E-MEHAR

وہ خاموشی سے کھڑا ہوا،جیسے کسی پہاڑ کے نیچے دب گیا ہو،جیسے پورا وجود اپنی ہی سنگینی تلے دفن ہو چکا ہو۔

"...میری ماں... میری ماں ساری عمر پلنگ پر تڑپتی رہی

"...اور میں سمجھتا رہا کہ اُس نے مجھے چھوڑا ہے

اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR

وہ ایک قدم پیچھے ہٹا،اور بیٹھ کر سجدے میں گر گیا۔

"...یا اللہ... میں نے ناحق گلہ کیا

...نہ ہدا قصوروار تھی،نہ ماں

...بس میں اندھا تھا

"...بے خبر... بے دل

آنکھوں سے انسو نکل رہے تھے،وہ اللہ سے معافی مانگ رہا تھا۔

---"

NOVEL-E-MEHAR

اگلی صبح،زیان عبداللہ کے ساتھ فجر کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھا تھا۔

پھر نہ ناشتہ کیا،نہ کسی سے بات کی

بس سیدھا بنی گالہ کے اس مکان پر پہنچا جہاں شاہ زمان رہتے تھے... جہاں اُس کی ماں،اُس کی ہدا رہتی تھی... جہاں اُس کی زندگی کہیں بند تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

دروازہ بند تھا۔

:تالا... خاموش،بولتا کچھ نہیں تھا... لیکن چیخ چیخ کر بتا رہا تھا

"...وہ یہاں نہیں... جا چکے ہیں"

زیان نے آس پاس کے گھروں میں پوچھا۔ایک بوڑھی خاتون نے کہا:

"...بیٹا،کافی دن ہو گئے... شاید لاہور گئے ہیں"

NOVEL-E-MEHAR

"...یا شاید کسی اور جگہ،علاج کے لیے

زیان کی آنکھوں میں خالی پن آ گیا۔

"کیا ...میری ماں بھی چلی گئی...؟

کیا ہدا بھی چلی گئی...؟

کیا میں ایک بار پھر پیچھے رہ گیا؟

رات کے کسی پہر جب شہر کے درختوں پر بھی خاموشی اتر آتی ہے،جب سڑکوں کی ہلچل تھم جاتی ہے،تب کمرے کے ایک کونے میں وہ نوجوان خاموش بیٹھا تھا —— زیان۔

اس کی آنکھیں بند تھیں،آنکھوں کے کنارے آنسوؤں سے نم تھے،اور لبوں پر سسکیوں کی دھیمی سرگوشی تھی ۔

بس بھی کر یار کتنا روئے گا عبداللہ نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

:زیان نے نظریں جھکالیں،آہستہ سے بولا

میں اپنی ماں کو،اپنی حقیقت کو،اپنی ہدا کو ڈھونڈنے نکلا " تھا...

NOVEL-E-MEHAR

...اب کچھ بھی باقی نہیں

میں بس رب کو پکار سکتا ہوں کہ... مجھے معاف کر دے..."

عبداللہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا:

تو اب جانا ہے تجھے اندھیرے میں رکھا گیا تھا تو تیرا "قصور کیا ہے...؟"

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے چونک کر دیکھا۔

زیان میرے بھائی

جب انسان کو اُس کے رب سے غفلت ہو،تو رب اُسے "

...ایک صدمہ دیتا ہے

...ایک ہجر،ایک محرومی،ایک بھٹکاؤ

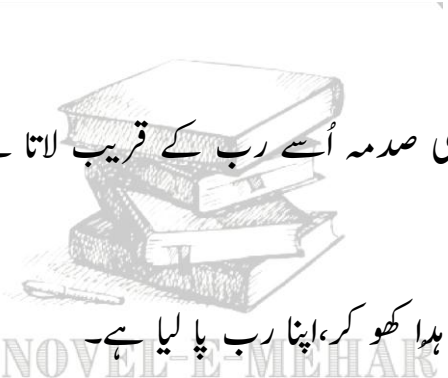

اور پھر وہی صدمہ اُسے رب کے قریب لاتا ہے۔

تو نے اپنا ہدا کھو کر،اپنا رب پا لیا ہے۔

...اب سن،بھائی ... جو رب سے مانگے،اُسے ملتا ضرور ہے

"مگر اُس کی مرضی کے وقت پر۔

زیان کی آنکھیں بھر آئیں۔

"؟...اگر وہ مجھے کبھی نہ ملی تو"

عبداللہ نے آسمان کی طرف دیکھا

اگر تُو رب سے جڑ گیا،تو رب تجھے وہ سب واپس دے گا
"جس سے تُو محبت کرتا ہے۔

زیان خاموش ہو گیا۔اُس نے پہلی بار بات کو دل سے سنا

رات گزرتی گئی۔زیان نے پہلی بار عبداللہ کے ساتھ بیٹھ کر قرآن کا ترجمہ سنا،اذکار کی گونج میں آنکھیں بند کر کے رب کا ذکر کیا،درود کی لے پر دل کو ہلتے دیکھا۔

صبح کی پہلی روشنی میں جب مسجد کے در و دیوار چمکے،زیان کے چہرے پر بھی نور تھا۔وہ عبداللہ کے ہاتھ چومنا چاہتا تھا،مگر اس شخص

NOVEL-E-MEHAR

۔ نے اسے گلے لگایا

...اب تُو راہ پر ہے"

اب صرف چلتا جا،رب تجھے اُس کے ہجر سے ملا دے گا،
...جس سے تیری روح بندھی ہوئی ہے

:نے اُس لمحے دل میں فیصلہ کر لیا

...میں اُس کے پاس جاؤں گا"

...میں اپنی ماں سے ملوں گا

NOVEL-E-MEHAR

...میں ہدا سے معافی مانگوں گا

اور... میں خود کو مکمل کر لوں گا

دوپہر ڈھل چکی تھی۔قائداعظم یونیورسٹی

کے خالی لان میں،درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں اور پرندوں کی وقفے وقفے سے آنے والی آوازوں کے درمیان،زیان سفید کُرتے میں،کندھوں پر بورا نما بیگ ڈالے،آہستہ آہستہ پرانی راہداری سے گزر رہا تھا۔آنکھوں میں سوال،دل میں امید، اور قدموں میں وہ سکون... جو صرف ٹوٹنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔:

NOVEL-E-MEHAR

سادیہ... اگر تم سے مل جاؤں،تو شاید میرا آخری رستہ "
آسان ہو جائے... شاید وہیں سے مجھے اُس کا پتہ مل جائے،
"...جو میرے دل کی واحد دعا ہے

سادیہ میز پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی ہے،اچانک سر اُٹھاتی ہے۔

"زیان؟... تم... تم واپس آ گئے؟"

NOVEL-E-MEHAR

تم کدھر تھے تمہارے گھر سے پتہ کروا رہے ہو تمہارے
۔ بابا نے بتایا کہ تم امریکہ چلے گئے ہو

آہ بابا پھر سے جھوٹ

کب تک کریں گیں یہ سب آپ

..

زیان نرمی سے

نہیں... سادیہ،میں لوٹا نہیں... بس،اللہ کے حکم سے رخ بدل گیا ہے۔

"تمہارے پاس... کیا ہدا کا پتہ ہے؟

سادیہ خاموشی سے کچھ پل دیکھتی رہی پھر آہستہ سے بولی

تم نے ڈھونڈنا شروع کیا... یہ بہت ہے۔"

پتہ ہے،زیان... ہدا گئی ہے... باہر... تمہاری ماں کے علاج کے لیے۔"

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے سانس کھینچی:

"میری ماں...؟"

سادیہ نرمی سے بولی

ہاں... زینب شاہ۔تمہاری ماں،جو پلنگ پر پڑی تڑپتی رہی... "
"ہدا اُسے لے گئی ہے۔

زیان اپنے آنکھوں کی نمی چھپا رہا تھا

"کیا تم... اس کا نمبر دے سکتی ہو؟"

NOVEL-E-MEHAR

سعدیہ،نے آہستہ سے موبائل نکالا اور،نمبر لکھ کر دیا

کمرے میں ہدا دراز سے دوپٹہ نکال رہی تھی،فون بجا۔اسنے کسی پاکستانی نمبر کو سکرین پر پایا تو فوراًکال اٹھا لی،

ہدا نے مدھم آواز میں:

"السلام علیکم۔"

زیان نے ایک تھکا ہوا سانس لیا تھا :

"ہدا... میں... زیان۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدا دھیمی مسکراہٹ سے بولی

"میں جانتی تھی... ایک دن تم آؤ گے۔"

: زیان کی آواز کانپ رہی تھی

..."ہدا، میں آنا چاہتا ہوں

...اپنی ماں کو دیکھنے

...تم سے ایک بار، سچائی کے ساتھ، کھلے دل سے ملنے

"میرے پاس... تمہاری امانت بھی ہے... تمہاری ڈائری۔

: ہدا چند پل خاموشی کے بعد بولی

میں... تمہیں ایڈریس بھیج دوں گی۔"

...زیان،دیر ضرور ہوئی

مگر شاید وقت نے اب تمہیں اصل وقت کے لیے چُنا ہے۔"

NOVEL-E-MEHAR

--

شام کا وقت تھا زیان کی گاڑی چوہدری ہاؤس کے باہر کھڑی تھی گارڈز نے دیکھ کر جلدی سے دروازہ کھولا زین

نے گاڑی باہر ہی پاک کی اور نکلتا ہوا اندر چلا گیا سامنے ہال میں زانیہ صوفے پر بیٹھی تھی وہ زین کو دیکھ کر تھم سی گئی زین اس کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھا اور وہ رونے لگی زیان نے روتی ہوئی اس ننھی کلی کو گلے سے لگا لیا

NOVEL-E-MEHAR

زانیہ روتے ہوئے بولی

" بھائی...! تم کہاں چلے گئے تھے... ہم نے تمہیں بہت یاد کیا!

اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے

دل سیاہ ہوگیا تھا سگرٹ پی پی کر صاف کرنے نکلا تھا ..."

۔

وہ اسکی بات پر ہنس دی تھی

اسے پیچھے سے اپنے باپ کی آواز سنائی دی ...

NOVEL-E-MEHAR

...زیان... میں نے... میں نے بہت کچھ کھو دیا"

"میری غلطیوں نے تمہیں جلا دیا،معاف کر دو۔

زیان کی آنکھوں میں نمی تھی،مگر لہجے میں پختگی تھی :

بابا... معاف تو شاید کر دوں... مگر واپس نہیں آؤں گا۔"

اب میں ایک نئے سفر پر ہوں... میں جا رہا ہوں اپنی ماں
" کے پاس جس سے دور کیا تھا اپ نے

میں گھر بس ایک بار اپنی بہن سے ملنے آیا ہوں اور اپنا
پاسپورٹ لینے

تم کدھر جا رہے ہو نازنین نے آہستگی سے پوچھا نازی جی
.اپنے سکون کے پاس اپنی ماں کے پاس جا رہا ہوں

اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے آمین

ضروری سامان رکھتے وقت ڈائری کو بھی اس نے سنبھال کر سوٹ کیس میں رکھا اس کی نظر جب اس پر لکھے گئے الفاظ پر پڑھی

NOVEL-E-MEHAR

ہدیٰ---

"ہدایت کی طلبگار

:وہ مسکراتا دیا،آنکھ بند کر کے آہستہ بولا

میں بھی اب،صرف ہدایت کا طالب ہوں"

.....

وہ لمحہ لمحہ بھر کے خواب کی مانند تھا۔طیارہ جیسے ہی ترکی کی سرزمین پر اُترا،زیان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ایک برس کی مسافت،تلاش،ریاضت،توبہ،اور ہجر کی راکھ سے نکل کر اب وہ اس مقام پر کھڑا تھا جہاں بچپن بچھڑ گیا تھا،ماں بچھڑ گئی تھی،اور ہدا... وہ جو ہمیشہ ایک تصور تھی،اب حقیقت تھی۔

ہوا میں نمی تھی،ترک سرزمین پر قدم رکھتے ہی اس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ہوائی اڈے سے باہر نکلتے ہی اُس نے سیدھا ٹیکسی لی اور ہدا کی بتائی ہوئی اسپتال کی سمت روانہ ہوا۔ ٹریفک کی آوازیں،اجنبی زبان،اجنبی لوگ — لیکن اس کے دل میں سکون تھا۔وہ جانتا تھا وہ جا رہا ہے اپنی ماں کے پاس،اُس ماں کے پاس جس کی آغوش کی خوشبو اب بھی یاد تھی،جس کا لمس اب بھی راتوں کو رلاتا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

اسپتال کے دروازے پر قدم رکھتے ہی زیان کو اپنا آپ کمزور سا محسوس ہوا۔آنکھوں میں نمی،ہاتھوں میں لرزہ۔ ریسیپشن پر جا کر اُس نے کمرہ نمبر پوچھا۔"زینب شاہ،"اس

نے تھوڑی کانپتی آواز میں کہا۔نرس نے آہستگی سے اُسے راستہ بتایا۔اُس نے قدم بڑھائے۔

کمرے کے دروازے پر رُک کر اُس نے گہرا سانس لیا۔ ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر گیا لیکن ہمت نہ ہوئی۔دل جیسے ہتھیلی پر دھڑکنے لگا ہو۔چند لمحوں کی جھجک کے بعد، اُس نے دروازہ کھولا۔کمرے میں ہلکی روشنی تھی،سفید بستر پر ایک نحیف سی عورت لیٹی تھی،چہرے پر تھکن،لیکن جیسے کسی جنتی سکون نے اُسے گھیر رکھا ہو۔

وہ آہستہ قدموں سے اندر آیا۔قدم قدم پر دل بھاری ہوتا گیا۔"ماما..." اُس کے ہونٹوں سے بے اختیار نکلا۔وہ آواز جسے سننے کو زینب شاہ کی روح بھی بےتاب تھی۔

زینب شاہ کی پلکیں ہلیں۔اس آواز میں کچھ تھا،کچھ ایسا جو برسوں پرانی یادوں کو کھینچ لایا تھا۔دھیرے دھیرے اس نے آنکھیں کھولیں۔کچھ دھندلا،کچھ صاف۔پھر وہ چہرہ — وہی چہرہ،جو برسوں پہلے اس کی گود میں سویا کرتا تھا۔

"زین؟"وہ پکار اٹھیں،جیسے زندگی لوٹ آئی ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان لپک کر اُن کے قریب گیا۔ان کے ہاتھ چومے،ان کے چہرے کو چھوا۔"ماما! میں آ گیا ہوں... زین... آپ کا زین آپ کے پاس لوٹ آیا ہے۔"

زینب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔وہ لرزتے لبوں سے بولیں،"بیٹا... تو کہاں چلا گیا تھا؟میری جان... میں نے ہر روز تمہیں یاد کیا... ہر رات تمہارے لیے دعا کی..."

NOVEL-E-MEHAR

زیان ان کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ماں کے ہاتھوں کو اپنی پیشانی سے لگایا۔"ماما،میں بہت دور چلا گیا تھا،بہت غلط راہوں پر۔لیکن ہدا ملی،اُس نے مجھے پھر آپ تک پہنچا دیا۔

میں بدل گیا ہوں مما۔آپ کی دعا سے،اُس کے صبر سے۔"

زینب نے بیٹے کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر محبت سے دیکھا، "میں نے ہدا کو تمہارے لیے ہی سنبھالا تھا،بیٹا۔وہ تمہاری امانت تھی۔میں نے کہا تھا نا،میرا زین لوٹے گا۔لوٹ آیا..."

NOVEL-E-MEHAR

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔صرف دلوں کی دھڑکن سنائی دیتی تھی۔برسوں کی جدائی،درد،پچھتاوے،اور انتظار —— سب لمحوں میں جذب ہو گیا تھا۔

دھوپ کی کرنیں عمارت کی چمکدار کھڑکیوں سے چھن چھن کر زمین پر سنہری نقوش بناتی تھیں۔زیان——اب زین العابدین——ایک لمحہ کے لیے رُک کر آنکھیں موندتا ہے،جیسے وہ اس روشنی میں اپنی روح کو دھو رہا ہو۔

ہاتھوں میں ماں کی فائل تھامے،قدم قدم سنبھلتے ہوئے،وہ استقبالیہ سے باہر نکلا۔

NOVEL-E-MEHAR

کمرے کے اندر کی ہر صدا،ہر لمس،ہر آنسو جیسے اس کے وجود میں پیوست ہو چکے تھے۔

اب ایک اور لمحہ اُس کے منتظر تھا۔

سامنے،فاصلے پر،سفید دوپٹہ لیے،ہدا کھڑی تھی۔سفید نقاب سے اسکی سنہری مائل آنکھیں جھانک

زیان کی نگاہ اس پر ٹھہری۔

...وہ لمحہ

NOVEL-E-MEHAR

نہ ہدا نے کوئی لفظ کہا،نہ زیان نے۔

بس نظروں کی زبان چلتی رہی۔

ہدا نے دیکھا —— وہی آنکھیں۔

وہی ٹھہری ہوئی جھیلوں جیسی آنکھیں،جنہیں وہ برسوں سے اپنے خیالوں میں محفوظ رکھے ہوئے تھی

زیان نے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لائی۔

پہچانا؟"اس کے لہجے میں ایک ہلکا سا سا گر لرزا۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدا نے سر ہلایا۔

..میں کبھی بھولی ہی نہیں

۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب آیا

"جب تم گئے تھے نا،تمہارا نام میرے اندر ایک صدا بن گیا تھا۔"

زیان کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

NOVEL-E-MEHAR

"اور تمہارا... تمہارا دیا ہوا نام 'ہدا'... میں نے کبھی نہیں بھلایا۔"

ہدا کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ آئی۔

۔ پتا ہے،مجھے تم کبھی نہیں بھولے کبھی نہیں"

دونوں کے بیچ ایک لمحہ رُکا،جیسے وقت نے اپنی سانس روک لی ہو۔

مجھے معاف کر دو،"زیان کی آواز بھیگ چکی تھی،"مجھے "
"...بہت دیر لگ گئی لوٹنے میں

NOVEL-E-MEHAR

نہیں،"ہدا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا،"

کبھی کبھی کچھ لوگ وقت لے کر آتے ہیں،"

اور تم تو وہ ہو جس نے وقت کے ساتھ،

اپنی دعا،اپنی ماں،

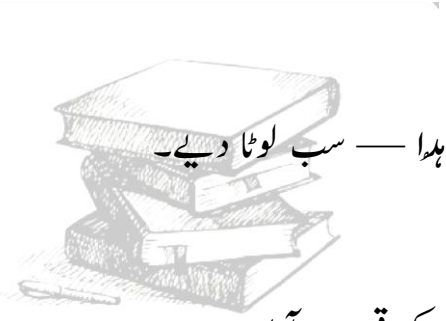

"اور اپنی ہدا —— سب لوٹا دیے۔

زیان اس کے قریب آیا،

میں اب واپس نہیں جاؤں گا... نہ اُن گناہوں کی طرف،"

"نہ اُن لوگوں کی طرف۔

ہدا نے اس کا ہاتھ تھاما۔

اور میں اب تمہیں جانے نہیں دوں گی... نہ تنہا،نہ "

"ادھورا۔

NOVEL-E-MEHAR

دونوں کے درمیان ایک سکون سا ٹھہر گیا۔

کسی اذان کی صدا ہوا میں گونجی،

اور ہدا نے سر جھکا کر آہستہ سے کہا،

چلو،نماز کا وقت ہو گیا ہے۔آج ہم اللہ کے سامنے شکر "
"کے سجدے کریں گے۔

زیان نے اثبات میں سر ہلایا۔

اور دونوں ساتھ چل پڑے... ایک نئی شروعات کے ساتھ

ترکی،استنبول ـــــ ایک قدیم مگر خوشبودار ہوٹل کا کمرہ

دن کی روشنی اب زردی میں ڈھل چکی تھی۔کمرے میں
بکھری نرم پیلی روشنی،پردوں سے چھنتی شام،اور دیوار پر

لٹکتی ہوئی ایک پرانی ترک پینٹنگ — سب مل کر ایک اجنبی وطن میں ایک گھر جیسا احساس دے رہے تھے۔

دروازہ کھلا تھا۔

ہدا سب سے پہلے اندر آئی،پھر زینب شاہ،وھیل چیئر پر — اور ان کے پیچھے زیان،ہاتھ میں بیگ،آنکھوں میں نمی لیے کمرے میں داخل ہوا۔

NOVEL-E-MEHAR

شاہ زمان کھڑے ہوئے۔ان کی نظریں زیان پر جم گئی تھی ۔۔لمحہ بھر کی خاموشی کے بعد وہ آگے بڑھے

"...بیٹا"

ان کا لہجہ تھوڑا لرزتا ہوا تھا۔

"اتنے برس بعد تمہیں یوں دیکھنا،میرے دل پر جیسے بہار اتری ہو۔"

زیان ان کے قدموں میں بیٹھ جاتا ہے،سر جھکا کر۔

NOVEL-E-MEHAR

"ماموں... مجھے معاف کر دیں۔اتنے برس،اتنے گمان،اتنے فاصلے۔۔۔اور سب جھوٹ پر۔"

شاہ زمان اسے گلے لگا لیتے ہیں،جیسے برسوں کی ناراضگی نہیں،صرف برسوں کی کمی ہو۔

بیٹا،کبھی کسی بیٹے سے دل ناراض ہو سکتا ہے کیا

زمن آگے آتی ہے،وہ اسے اپنا ہاتھ تھماتی ہے۔

ارے ماشاءاللہ نھنھی سی جان "بھائی ہوں میں آپکا اوکے ۔"

زیان کی نظریں اپنی ماں پر جا ٹھہری۔

NOVEL-E-MEHAR

"ماں کو ان کے بیٹے سے ملا دیا،یا اللہ تیرا شکر۔"

ہدا کی ماں،سیدہ سمیہ شاہ،جو ایک طویل عرصے سے خاموش تھیں،اب ہلکی آواز میں بولتی ہیں:

"زین... تم وہی ہو جس کی گود میں میں نے بچپن میں 'ہدا کو رکھ کر کہا تھا — 'یہ تیری امانت ہے"۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان اُن کی طرف جاتا ہے،ان کے ہاتھ چومتا ہے۔

ممانی .. اگر وہ بچپن تھا،تو یہ وقت بلوغت ہے —— اور میں اپنی امانت واپس مانگنے نہیں آیا،اسے نبھانے آیا ہوں۔"

ہدا کی پلکیں جھک گئی تھیں

زمن اور زینب شاہ کی آنکھوں میں خوشی کی نمی اتری تھی

NOVEL-E-MEHAR

پھر زیان شاہ زمان کی طرف متوجہ ہوا

" ماموں... میں واپس اسلام آباد نہیں جانا چاہتا۔مجھے نہ اُن عمارتوں کی حرص ہے،نہ پیسے کی۔

میں یہاں،اپنے رب کے قریب،اپنی ماں کے ساتھ،اور اپنی ہدا کے سنگ،ایک نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں۔"

شاہ زمان اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

بیٹا،جس نے دنیا پا لی ہو،وہ کچھ نہیں پا سکا۔اور جس نے اپنے رب کو پا لیا ہو،وہ سب کچھ پا چکا۔"

NOVEL-E-MEHAR

ہدا ہلکی آواز میں کہتی ہے:

"پھر... شروعات کہاں سے ہو گی؟"

زیان اسے دیکھتا ہوا بولا تمہیں بڑی جلدی ہے شرارتی لڑکی ،اسکی بات پر سب ہنس دیے اچھا چلو تمہاری آپی کو پرپوز کرتے ہیں آؤ

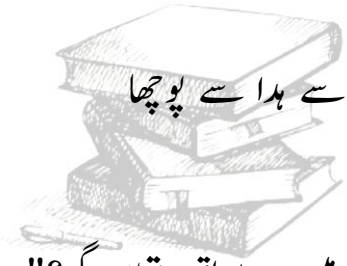

...زیان نے نرمی سے ہدا سے پوچھا

"کیا تم عثمانی مسجد میں میرا ہاتھ تھامو گی؟"

سب خاموش ہو جاتے ہیں۔

میں نے تمہیں سنبھال کر رکھا تھا،،اور اب وقت ہے کہ " تم اسے

اپنی زندگی میں تھام لو

امی کی بات سن کر

ہدی ہاں میں سر ہلاتی ہے

NOVEL-E-MEHAR

شام کے سائے ابھی مکمل نہیں اُترے تھے،آسمان پر ہلکی نیلاہٹ باقی تھی۔

سورج نے گویا رخصتی

کے لیے اپنا سنہری تاج

ترک کی تاریخ کے سپرد کر دیا تھا۔

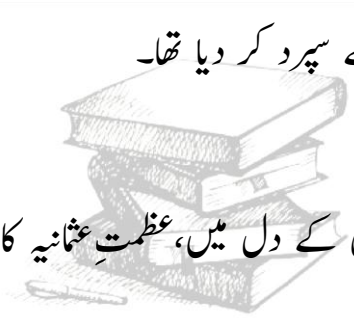

NOVEL-E-MEHAR

— سامنے،استنبول کے دل میں،عظمتِ عثمانیہ کا نشان

مسجدِ عثمانیہ " — اپنے بلند و بالا میناروں کے ساتھ گویا "

آسمان سے باتیں کرتی کھڑی تھی۔

سنگ مرمر کے وسیع صحن میں سفید کبوتر اُڑان بھر رہے تھے،اور صحن کی دھیمی سی ہواؤں میں چپکے چپکے "اذانِ نکاح" کے روحانی سُر گونجنے لگے تھے۔

مسجد کے در و دیوار جیسے گواہ بننے کو تیار تھے،اس ایک لمحے کے... جہاں دو بچھڑے دل،صدیوں کی دعاؤں کے سائے میں جُڑنے والے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR

❊ دلہن کا ورود ❊

مسجد کے پچھلے دروازے سے،چار اطراف سے پردہ کیے ہوئے،وہ آئی۔

ہدا —— سفید حجاب اور نرم سا ریشمی نقاب اوڑھے۔لباس خالص سفید،جیسے برف کی ملائمت لیے،جیسے پاکیزگی کی تصویر۔نقاب کے پیچھے سے جھانکتی گولڈن بلیوش آنکھیں —— کسی خواب کی مانند لگ رہی تھیں

وہ آنکھیں جن میں صبر بھی تھا،سفر بھی... اور سب سے بڑھ کر،محبت کا عکس۔

NOVEL-E-MEHAR

ہدا کے ساتھ زینب شاہ تھیں،جنہوں نے محبت کے ہر رنگ کو صبر کی چادر میں لپیٹ کر رکھا تھا۔ان کی آنکھیں نم تھیں... خوشی کی نمی۔

صحن میں موجود چند خواتین اور درجن بھر مہمان خاموش تھے،ایک نوجوان آہستہ سے قرآن کی تلاوت کر رہا تھا،ہر کوئی دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا۔ہر ایک کی نگاہوں میں ایک عجیب سی طمانیت تھی... گویا یہاں صرف نکاح نہیں ہو رہا،کسی بھٹکے مسافر کو منزل مل رہی تھی۔

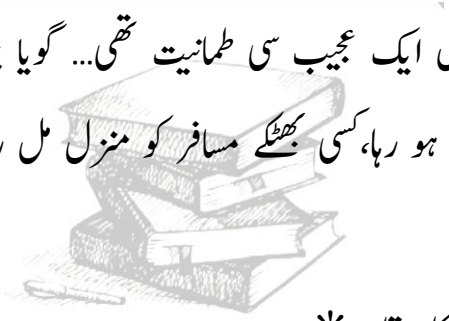

NOVEL-E-MEHAR

❊ دولہا کا وقار ❊

سامنے سے،مسجد کے اندرونی دروازے سے،سفید لباس میں، آہستہ قدموں سے زیان آیا۔

زیان ـــــ مکمل سفید شلوار قمیص،ہلکی سی ترک شال کندھے پر،اور چہرے پر وہی نرمی جو کسی طویل رات کے بعد صبح کو نصیب ہو۔

اس کی تہری نیلی آنکھیں جیسے آسمان کی گہرائی میں چھپی کوئی نیلاہٹ ہوں۔

اس سفید لباس میں وہ کسی بادل کی طرح معلوم ہوتا تھا...
جو برسنے سے پہلے صرف ٹھنڈک پھیلاتا ہے۔

زیان کے ہاتھ میں قرآن تھا،اور دل میں دعا:

یا اللہ،جسے تو نے ہدایت بنایا... اُسے میری زندگی کا مرکز "
"بنا دے۔

❊ نکاح کی ساعت ❊

مولوی صاحب نے سنت کے مطابق نکاح کی تقریب شروع کی۔مسجد کی محراب میں قرآن کھلا ہوا تھا،اور سامنے دونوں کے والدین،بہن بھائی اور چند قریبی چہرے خاموشی سے بیٹھے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR

:مولوی صاحب نے آیتِ نکاح تلاوت کی

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا "
"لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡھَا وَجَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً

اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے "
لیے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے،تاکہ تم ان سے
سکون حاصل کرو،اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ
"دی۔

NOVEL-E-MEHAR

؟ سوال کیا گیا کیا آپ کو نکاح قبول ہے

:زیان نے ہلکی مگر پُراعتماد آواز میں کہا

—— "قبول ہے"

قبول ہے

"قبول ہے

ایسی گونج کے ساتھ جیسے برسوں کا صبر لبوں سے ہنر بن کر نکلا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

:پھر ہدا... تھوڑا لرز کر، سر جھکا کر، دھیمے لہجے میں بولی

"قبول ہے"

اور اُس کے ساتھ ہی اس کے نقاب کے نیچے آنکھوں کے کناروں سے ایک موتی ٹوٹا...

.شاید شکر کا،شاید عشق کا...اللہ جانے دلوں کے راز

❊

جب زیان اور ہدا کو ایک ساتھ صحن کے درمیان بٹھایا گیا،
—— تو ہر کوئی دیکھ رہا تھا

ایک ایسا جوڑا جو خالص تھا،پاکیزہ تھا،اور قدرتی تھا۔

سفید لباس میں بیٹھے دونوں،جیسے روشنی کے دو دھارے ہوں۔

ایک طرف زیان،جو دنیا سے کٹ کر خدا سے جُڑ چکا تھا۔

دوسری طرف ہدا،جو دعا بن کر اُتری تھی۔

دور کھڑے زینب شاہ نے آسمان کی طرف دیکھا،ہلکے سے آنکھیں بند کیں،اور آہستہ سے کہا:

"یا اللہ... اب میرے زین کو کبھی بکھرنے مت دینا۔"

❊

بُرسا کے مضافات میں ایک چھوٹا سا گاؤں — پہاڑوں کے دامن میں بسا ہوا،سبز وادیوں،صاف نیلے آسمان،اور لکڑی کے گھروں سے سجا۔

یہاں ہوائیں نرم تھیں،اور درختوں کے پتے جیسے ہر لمحے سبحان اللہ کی تسبیح کرتے ہوں۔

NOVEL-E-MEHAR

ایک خوبصورت سا فارم ہاؤس،لکڑی کا بنا ہوا،سامنے پھولوں کی کیاری،ایک طرف چھوٹا سا چشمہ بہتا،اور گھر کے پیچھے گھنے درختوں کی قطار۔

یہی وہ جگہ تھی جسے زیان نے "ہدا" کے نام سے منسوب کیا ——

دارُالہدیٰ"

❊

شام ڈھل چکی تھی۔آسمان پر نیلاہٹ آہستہ آہستہ مدھم ہو رہی تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

چھت پر،لکڑی کے فرش پر،سفید کمبل بچھا ہوا تھا۔

زیان اور ہدا ساتھ بیٹھے تھے — دونوں کے ہاتھوں میں چائے کے کپ،اور بیچ میں کھلی ہوئی وہی ڈائری،جس کے لفظوں نے برسوں کا فاصلہ مٹا دیا تھا۔

زیان ہدا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

تم جانتی ہو،ہدا؟"

میں نے بہت دَر در کی خاک چھانی۔عبداللہ میرے لیے بھیجا گیا تھا شاید اس نے مجھے بہت کچھ سکھایا بہت کچھ دکھایا

مگر کہیں دل میں اس سکون کی جستجو بھی تھی... جو تمہاری آنکھوں میں ہے۔"

ہدا نے ہلکے سے مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔

:اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا"

دنیا متاع ہے،اور دنیا کی سب سے بہترین متاع نیک '

'عورت ہے۔

"تم وہ نیکی ہو،جو مجھے ہدایت کے راستے پر لے آئی۔

زیان نے آہستہ سے ہدا کا ہاتھ تھاما،اور آسمان کی طرف

:دیکھ کر کہا

وَالذِّينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ"

جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے،ہم ان کو باغوں میں داخل کریں گے...

ہدا،اگر زندگی ایک سفر ہے تو تم میری جنت کی سمت وہ پہلی سیڑھی ہو۔"

اگر تم مجھے اللہ اور اُس کے نبی کے بعد رکھتے ہو،تب ہی میں تمہارے دل میں رہ سکتی ہوں۔"

زیان کے آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔وہ اٹھا،چھت کے کنارے پر گیا،اور نیچے وادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

...میری ہدایت... میری ہدا"

تم نے مجھے اللہ سے ملایا،نبی کی سنت سے روشناس کروایا،

اور ماں کی دعاؤں تک پہنچایا۔

اب میں چاہتا ہوں کہ یہاں،اسی پہاڑ کے دامن میں،ہم

ایک مدرسہ کھولیں۔

NOVEL-E-MEHAR

"جہاں ہم جیسے بھٹکے لوگ آ کر منزل پائیں۔

❊

نیچے صحن میں زینب شاہ بیٹھی تھیں۔ہاتھوں میں تسبیح،لبوں پر دعا۔

ان کی آنکھوں سے خوشی چھلک رہی تھی۔

وہ آسمان کی طرف دیکھ کر بولیں:

"اے ربِ کائنات!

NOVEL-E-MEHAR

جس بیٹے کے لیے برسوں سجدوں میں گر کے دعائیں کیں، آج وہ اپنی بیوی کو لے کر تیرے دین کا خادم بننے جا رہا ہے۔

یا اللہ! ان کے دلوں میں ہمیشہ ہدایت،محبت اور وفا رکھ۔

٭دو سال بعد

ترکی کا پہاڑی گاؤں — بہار کا موسم

چشمہ بہہ رہا تھا،پھول کھلے تھے،اور ایک چھوٹا سا صحن بچوں کی ہنسی سے گونج رہا تھا۔

NOVEL-E-MEHAR

ہدا لکڑی کے جھولے پر بیٹھی تھی،اُس کے ہاتھ میں وہی پرانی ڈائری تھی — جس کے آغاز میں وہ خود بھی بکھری ہوئی تھی۔

اس کے قدموں کے پاس سفید ربن میں بندھی چھوٹی سی لڑکی کھیل رہی تھی —— اس کی اور زیان کی بیٹی،زُہرہ۔

زہرہ ہر لمحہ اس محبت کی جیتی جاگتی تصویر تھی جو اندھیروں میں پروان چڑھی تھی۔

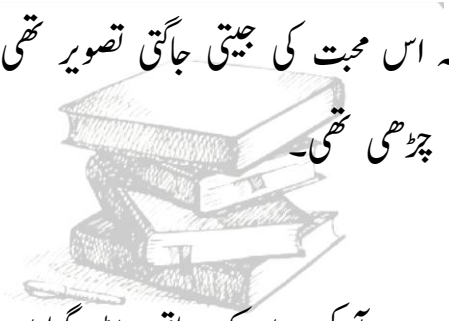

زیان آہستہ سے آ کر ہدا کے ساتھ بیٹھ گیا،اور بیٹی کو دیکھ کر مسکرایا:

"کبھی سوچا تھا،ہدا... کہ بکھرے پتے یوں کسی شجر پہ سایہ بن جائیں گے؟"

ہدا نے آہستہ سے سر ہلایا،اور بولی:

نہیں،میں نے تو بس دعا کی تھی... کہ جن راستوں پر "
چلوں،وہ رب کی طرف جائیں۔
اور جن لوگوں سے ملوں،وہ میری دعا کا حاصل ہوں۔
"تم،زیان... میری قبول شدہ دعا ہو۔

NOVEL-E-MEHAR

زیان نے بیٹی کو اٹھایا،اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا:

...تم نے مجھے صرف محبت نہیں سکھائی"
مجھے خدا تک لے گئی ہو۔

تم ہدا ہو —— وہ ہدایت

جس نے زیان کو زین العابدین بنایا۔

❊ ڈائری کا آخری صفحہ ❊

ہدا نے ڈائری کھولی، قلم نکالا،اور آخری صفحہ پر لکھنا شروع کیا...

لفظ لفظ جیسے روشنی سے گوندھا گیا ہو،جیسے ہر سطر میں رب کی تجلی اتر رہی ہو۔

...یہ کہانی،ان بکھرے پتوں کی تھی"**

جنہیں وقت نے تیز ہواؤں میں اڑا دیا تھا۔

...مگر رب نے ایک موسم ایسا بھیجا

جس میں وہ پتے پھر سے کسی شجر کا حصہ بنے،کسی دامن

...کا سایہ

NOVEL-E-MEHAR

...کسی دعا کا قبول ہونا

یہ کہانی محبت کی تھی،

لیکن صرف دلوں کے درمیان نہیں،

رب اور بندے کے بیچ کی محبت،جو ہدایت میں ڈھل گئی۔

...اور جب ہدایت مل جائے

**"تو بکھرا کچھ بھی نہیں رہتا۔

NOVEL-E-MEHAR

—— آخری لفظ لکھ کر ہدا نے ڈائری بند کی

سامنے زیان بیٹھا مسکرا رہا تھا،انکی بیٹی اس کی گود میں بیٹھی
—— اپنی ماں کو گھور رہی تھی

ایک احساس کی ڈور سے،ایک خواب کی سچائی سے۔

...اور پہاڑوں کے اس پار،سورج ڈھل رہا تھا

لیکن روشنی ابھی بھی موجود تھی۔

NOVEL-E-MEHAR

یہی ہدایت کی روشنی تھی

جس میں کچھ

.....بکھرے پتے سمیٹے جا چکے تھے ....

.

اختتام

NOVEL-E-MEHAR

.

. . ...

"میری طرف سے میرے قارئین کے نام" ـــــ

کبھی کبھی ایک کہانی صرف کہانی نہیں ہوتی۔

وہ ایک دعا ہوتی ہے... جو برسوں دل میں پلتی ہے،

ایک پکار ہوتی ہے... جو خامشی میں سنائی دیتی ہے،

اور ایک سفر ہوتا ہے... جو بکھرے لفظوں میں سمیٹا جاتا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

بکھرے پتے" میری زندگی کا صرف ایک ناول نہیں،"

بلکہ میری روح کے اندر بسا ایک قافلہ تھا۔

یہ کہانی میں نے صرف قلم سے نہیں،دل کی دھڑکنوں سے لکھی ہے۔

اس میں کہیں میری خاموش دعائیں ہیں،

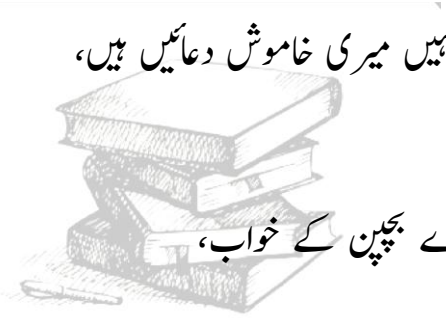

کہیں میرے بچپن کے خواب،

NOVEL-E-MEHAR

کہیں میرے رب کی دی گئی ہدایت کی کرنیں۔

—— یہ سفر ہدٰی سے ہدایت تک کا تھا

ایک ایسی لڑکی کی کہانی،جو ہر درد کے بیچ بھی اُمید سے بندھی رہی،

ایک ایسا کردار جو محبت،تکلیف،صبر،سچائی اور اپنے رب کی طرف لوٹنے کا استعارہ بن گیا۔

ہر باب،ہر مکالمہ،ہر منظر... میرے اندر سے نکلا ہے۔

NOVEL-E-MEHAR

کبھی میں زین بنی، کبھی ہدا،

کبھی مایوسی کا سایہ،تو کبھی ہدایت کی روشنی۔

میں شکر گزار ہوں اُن لمحوں کی، جنہوں نے مجھے لکھنا سکھایا،

اور اُن جذبوں کی، جنہوں نے مجھے یہ کہانی مکمل کرنے کا حوصلہ دیا۔

NOVEL-E-MEHAR

:اگر آپ نے یہ ناول پڑھا، تو جان لیجئے

— ہم ایک دوسرے سے جُڑ چکے ہیں

ایک احساس کی ڈور سے، ایک خواب کی سچائی سے۔

دعا ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر موڑ

ہدایت کی طرف مڑتا رہے،

اور آپ بھی کبھی کسی کی ہدا بن جائیں۔

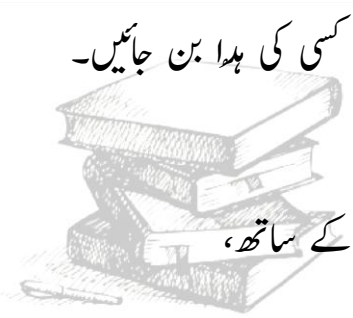
NOVEL-E-MEHAR

محبت،دعا اور شکر کے ساتھ،

رمشہ اکرم ـــــ

ہر بکھرا پتہ،وقت کے درخت پر"

"...اک نئ بہار کی امید رکھتا ہے

یہ ناول مصنفہ کی اجازت پوسٹ کیا گیا ہے

تمام حقوق محفوظ ہیں اس کی نقل یا —2026 ©
اشاعت بغیر اجازت ممنوع ہے

NOVEL-E-MEHAR